

رجسٹرڈ ایل نمبر

شمس الاسلام

مسالہ
ماہواری

بھیر پنجاب

بابت ماہ فروری ۱۹۳۵ء

مدیر

ظہار احمد اختر

بیادگاد

اعلیٰ حضرت جامع الشریعت والطریقۃ فخر العلماء - زبدۃ الفقہاء
قدۃ السالکین - زبدۃ العارفین مولانا الحاج محمد ذاکر گبوی نور اللہ مدظلہ
جاری ہوا

قواعد و ضوابط

- ۱۔ رسالہ کی عام قیمت ۵۰ سالانہ مقرر ہے۔ مگر جو صاحب پانچ روپیہ یا اس سے زیادہ عطا فرمائیں گے۔ وہ معاون خاص منظور ہونگے۔ ایسے حضرات کے اسماء گرامی شکریہ کے ساتھ درج رسالہ ہوا کریں گے۔
- ۲۔ طلباء مدارس کے لئے رعایتی قیمت دو روپیہ سالانہ مقرر ہے۔
- ۳۔ مخیران حزب الانصار اور حزب الانصار کی اعانت کرنے والے اصحاب کی خدمت میں رسالہ بلا معاوضہ بھیجا جاوے گا۔
- ۴۔ بذریعہ وی پی ارسال کرنے پر ۴۰ زیادہ ضمیمہ ہوتے ہیں۔ لہذا جملہ خریداران ازراہ کرم زرخیزہ بذریعہ منی آرڈر ارسال فرمادیا کریں۔
- ۵۔ نمونہ کارپریچ ۲ کے ٹکٹ آنے پر بھیجا جاتا ہے۔
- ۶۔ رسالہ ہر انگریزی ماہ کی ۲۰ کو بھیجیے سے پوسٹ ہوا کریگا۔ اگر کسی وجہ سے نیٹے توکم سے پہلے اطلاع دیں۔ ورنہ دفتر دمہ وار نہ ہوگا۔
- ۷۔ خط و کتابت بنام اید ملٹی ٹکس الاسلام بھیجیے اور ٹریل زر بنام خازن حزب الانصار بھیجیے ہونی چاہیے۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

شمس الاسلام

جلد ۱ باب ما فری فی شہادۃ طہارۃ ماہ رمضان المبارک ۱۴۲۵ھ نمبر ۲

| صفحہ | نمبر شمار | فہرست مضامین |
|------|-----------|---------------------------------------|
| ۲ | ۱ | باب التفسیر (مدیر) |
| ۷ | ۲ | باب الحجۃ (احسان و احسان) |
| ۵ | ۳ | باب الفقہ (احکام عبید و صدقہ فطر) |
| ۷ | ۴ | سکک جواسر (مسئلہ سلع) |
| ۹ | ۵ | میرزا فی مشن کا نصب العین |
| ۱۶ | ۶ | سود خوری |
| ۲۲ | ۷ | میرزا میت کا جہال |
| ۲۹ | ۸ | علیائیں سے سوالات (مدیر) |
| ۳۰ | ۹ | سوامی دیانند کا فلسفہ (ماخوف) |
| ۳۱ | ۱۰ | فضائل امیر معاویہ رضی اللہ عنہ (مدیر) |
| ۳۲ | ۱۱ | مکاتیب مفتوحہ (مدیر) |

باب التفسیر

الَّا تَنْصُرُوهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللَّهُ إِذَا أَخْرَجَهُ الَّذِينَ كَفَرُوا ثَانِيًا أَتَيْنَاهُمَا فِي الْغَارِ إِذْ يَقُولُ لِصَاحِبِهِ لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللَّهَ مَعَنَا فَأَنْزَلَ اللَّهُ سَكِينَتَهُ عَلَيْهِ وَأَيَّدَهُ بِجُنُودٍ لَّمْ تَنُورْهَا - (سورہ توبہ - پارہ واعلموا)

ترجمہ: اگر تم مدد نہ کرو گے رسولؐ کی تو (کچھ پرواہ نہیں) تحقیق اُن کی مدد کی اللہ نے جبکہ نکالا ان کو کافروں نے اس حالت میں کہ ان کے ہمراہ ایک شخص اور تھا جبکہ وہ دونوں غار میں تھے۔ اور رسولؐ اپنے ساتھی سے کہہ رہے تھے کہ تم مجھ سے نہ ہو بیشک اللہ ہم دونوں کے ساتھ ہے۔ پس اللہ نے اپنا سکینہ اس پر نازل کیا اور اس کی مدد کی ایسے لشکروں سے جن کو تم نے نہیں دیکھا۔

ح - اس آیت میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے سفر ہجرت اور اس سفر میں حضرت ابوبکر صدیقؓ کی رفاقت کا بیان ہے۔ قرآن شریف میں شخص و تعین کے ساتھ کسی صحابی کی فضیلت اس صراحت کے ساتھ بیان نہیں ہوئی جیسی کہ اس آیت میں حضرت ابوبکر صدیقؓ کی فضیلت بیان ہوئی ہے۔ کوئی مسلمان اس آیت کو پڑھ کر حضرت ابوبکر صدیقؓ کے ستر اچل ایمان ہونے میں شک نہیں کر سکتا۔ اس آیت صحیحہ و فضائل حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ثابت ہوتے ہیں۔

د، سفر ہجرت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت - ظاہر ہے کہ یہ رفاقت کوئی معمولی چیز نہ تھی۔ نہایت نازک وقت اور بہت خطرناک حالت میں تھی ایسے وقت میں حضرت ابوبکر صدیقؓ کا ہمراہ ہونا ان کی ایسی جان بازی ہے جس کی نظیر دنیا میں مشکل سے ملے گی۔ ایسے نازک وقت میں ساتھ دنیا ان کے کمال ایمان و اخلاص کے علاوہ اس بات کی بھی دلیل ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی وفاداری محبت اور ان کے ایمان و اخلاص پر پورا بھروسہ تھا۔

۲۔ اس سفر میں۔ حضرت ابوبکرؓ کے سوا اور کسی کو ساتھ نہ لینا اس بات کی روشنی میں ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت کی قابلیت کسی اور میں اس قدر نہ تھی اس سے معلوم ہوا۔ کہ افضل امت ہیں۔

۳۔ اللہ تعالیٰ نے سفر ہجرت کے سینکڑوں واقعات کو چھوڑ کر حضرت ابوبکر صدیقؓ کی رفاقت کا ذکر کیا۔ ان کو صاحب رسول کہا۔ اس سے معلوم ہوا۔ کہ مقصود الہی یہ ہے کہ مسلمانوں کے دلوں میں حضرت ابوبکر صدیقؓ کی محبت اور ان کی افضلیت کا بھی یقین قائم ہو۔ ورنہ اور کوئی وجہ اس رفاقت کے ذکر کرنے کی ہو ہی نہیں سکتی۔

۴۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے ابوبکر رنج نہ کرو۔ اس سے معلوم ہوا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی ان سے کمال محبت تھی۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کا یہ رنج اپنے لئے نہ تھا۔ بلکہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تھا۔ ورنہ جو خوشخبری آگے ان کو سنائی گئی۔ اس کے کسی طرح مستحق نہیں ہو سکتے تھے۔

۵۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کو خوشخبری ملی۔ کہ اللہ تم دونوں کے ساتھ ہے۔ فاضل جمع ہے۔ جو ایک شخص کے لئے استحصال نہیں ہو سکتی۔ خدا کا ساتھ ہونا کوئی معمولی فضیلت نہیں۔ قرآن مجید میں جا بجا ارشاد ہوا۔ کہ خدا مومنوں اور متقیوں کے ساتھ ہوتا ہے۔ پھر جو محبت خدا کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل تھی۔ اسی محبت میں حضرت صدیقؓ کو شریک کرنا اور بھی نور علی نور ہے۔

۶۔ خدا تعالیٰ نے سکینہ حضرت ابوبکرؓ پر نازل فرمایا۔

۷۔ فرمایا کہ کافروں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس حالت میں نکالا۔ کہ ان کے ساتھ ایک اونٹن تھا۔ اس سے معلوم ہوا۔ کہ کافروں کو جو عداوت رسول صلعم سے تھی۔ وہی ابوبکر صدیقؓ سے تھی۔ اور وہ ان دونوں کے ساتھ ایک بتاؤ کرنا چاہتے تھے۔

سفر ہجرت میں حضرت ابوبکرؓ کی جان نثاری کا پیش ہونا ایک ایسا روشن واقعہ ہے۔ کہ بڑے بڑے متعصب بھی اس کے اقرار پر مجبور ہو گئے۔ چنانچہ حمہ جیدری جو مذہب شیعہ کی معتبر تاریخ ہے۔ اس کا مصنف لکھتا ہے۔ کہ بنیاد جنین کا رے از غیر او

باب الحدیث

احسان و اخلاص

مشکوٰۃ شریف میں ابی امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ کافر نعمت وہ ہے کہ اپنی عطا سے لوگوں کو باز رکھے اور تنہا کھائے اور اپنے غلام کو زکوٰۃ کو بکرے۔

مشکوٰۃ شریف میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جنت میں احسان جتانے والا اور والدین کی نافرمانی کرنے والا اور ہمیشہ شراب پینے والا داخل نہ ہوگا۔

ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مشکوٰۃ شریف میں روایت ہے کہ ایک شخص نے کہا۔ یا رسول اللہ مجھے کس طرح معلوم ہو کہ اچھا کرنا ہوں یا بُرا۔ رسول اللہ نے فرمایا جب اپنے ہمسایوں سے سنو کہ وہ کہتے ہیں کہ تو نے بھلا کیا۔ تو بیشک تو نے بھلائی کی۔ اور جب اپنے ہمسایوں سے سنو کہ وہ کہتے ہیں بُرا کیا تو بُرا کیا۔

معاذ رضی اللہ عنہ سے کنز العمال میں روایت ہے کہ آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ خالص کر اپنے دین کو تھوڑا عمل بھی تیرے لئے کافی ہوگا۔ نیز اسی کنز العمال میں ضحاک بن قیس سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ خالص اور صاف کرو اپنے اعمال کو (دیر یا وغیرہ سے) کہ اللہ تعالیٰ اسی عمل کو قبول کرتا ہے جو خالص اُسی کے لئے ہو۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کنز العمال میں روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں اور مالوں کو نہیں دیکھتا بلکہ تمہارے دلوں کو اور کاموں کو دیکھتا ہے۔

مشکوٰۃ شریف میں ہے کہ ابو تمیمہؓ نے فرمایا۔ کہ میں صفوان اور اُن کے

اجباب کے پاس گیا۔ تو جذب ان کو نصیحت کر رہے تھے۔ لوگوں نے دریافت کیا کہ آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ سنا ہے۔ انہوں نے کہا۔ ہاں سنا ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے۔ جو سنا کر کچھ کہے قیامت میں اللہ تعالیٰ اس کو رسوا کریگا۔ اور جو کسی کو مشقت میں ڈالے گا۔ قیامت کو خدائے تعالیٰ اسے مشقت میں پھنسا بیگا۔ لوگوں نے خواہش کی۔ کہ ہم کو نصیحت کیجئے۔ بیان کیا۔ کہ مرنے کے بعد رب سے پہلی چیز جو جسم انسان سے سڑتی ہے۔ وہ اس کا پیٹ ہے۔ پس جو شخص قادر ہو سکے۔ سوائے اکل حلال کے کچھ نہ کھا سکے اس کو ایسا ہی کرنا چاہیئے۔ اور جس سے ممکن ہو کہ اس کے اور جنت درمیان میں چلو بھرن بھی حاصل نہ ہو۔ تو اس کو ایسی ہی کوشش کرنی چاہئے۔

ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مشکوٰۃ شریف میں روایت ہے۔ کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ آخر زمانے میں ایسے لوگ ہونگے۔ جو دین کے عوض میں دنیا کی خواہش کریں گے۔ اور ظاہر میں نرم بکری کی کھال پہنے ہوئے ہونگے۔ ان کی زبانیں شکر سے زیادہ شیریں ہونگی۔ اور دل بھیڑیے کے سے ہونگے۔ خدائے تعالیٰ فرمایگا۔ کہ کیا وہ میرے مہلت دینے سے معذور ہو گئے یا مجھ پر جرات کرنے لگے۔ پس میں اپنی قسم کھاتا ہوں۔ کہ ان پر ایسے فتنے نازل کروں گا۔ کہ ان کے عقلمند بھی حیران رہ جائیں گے۔

باب الفقہ

احکام عید

نماز عید دو رکعت ہے۔ جب تکبیر تحریمہ ہو جائے پڑھے۔ اور جب سجدتک اللہم و محمدک کہ پڑھ چکے۔ تو تین تکبیر کہے۔ پھر الحمد شریف اور کوئی مسورہ پڑھے۔ دوسری رکعت میں الحمد شریف اور سورہ پڑھنے کے بعد تین تکبیر کہہ کر کوع کے واسطے ایک تکبیر کہے۔ اور جب معمول نماز کو پورا کرے۔ اول رکعت میں تین تکبیریں کہے۔ وہ اس طرح سے کہ ہاتھ کان کی ٹونگ لے جاوے۔ اور اللہ اکبر کہہ کر چھوڑ دے۔

اسی طرح دوسری اتوبیری تکبیر کہے۔ مگر تیسری تکبیر ادا کرنے کے بعد ہاتھ باندھ لے۔ اور ایسا ہی دوسری رکعت میں جب الحمد شریف اور سورہ کعبتین تکبیر کہے تو اسی طرح عمل کرے۔ نماز کے بعد امام دو خطبے پڑھے۔ جنہیں احکام صدقہ فطر و قربانی وغیرہ ہو۔ خطبہ کا سننا ضروری ہے۔ اکثر لوگ بغیر سنے بھاگ نکلتے ہیں۔ ایسا کرنا منع ہے نماز کے لئے جس راستہ سے جاوے۔ آئے وقت بدل دے۔ پیادہ جا چاہئے اور تکبیر عید الفطر کو راستہ میں آہستہ اور عید النحر کو باواز بلند کہنا چاہئے۔ عید الفطر کی صبح سویرے کھانا کھا دے۔ اور عید النحر کو نماز سے واپس آکر۔ نماز عیدین واجب ہے۔ یہ نماز امام کے ساتھ عید گاہ میں ادا کرنی چاہئے۔ نماز عید سے پہلے کسی قسم کے نفل عید گاہ میں نہ پڑھے جائیں۔ اس نماز کا وقت دو نیزہ بھر آفتاب چڑھنے سے زوال تک ہے۔ اور جو شرائط جمع کی ادائیگی کئے ہیں۔ وہی عیدین کے لئے ہیں خطبہ عیدین میں سنت ہے اور جمع میں فرض۔ عیدین کے دن مسواک کرنا۔ خوشبو لگانا۔ اور اچھے کپڑے پہننا مستحب ہے۔

صدقہ فطر۔ عید الفطر کے دن نماز سے پہلے صدقہ فطر ادا کرنا مرد و عورت۔ چھوٹے بڑے۔ آزاد و غلام سب پر واجب ہے۔ عید سے ایک دو دن پہلے بھی صدقہ فطر ادا کرنا جائز ہے۔ مگر مناسب یہی ہے کہ عید الفطر کے روز صبح قبل از نماز عید ادا کرے۔ نماز عید کے بعد ادا کرنا قطوع ہوگا۔ جس شخص کے پاس مسکان۔ لباس۔ اثاث البیت۔ گھوڑے اور اوزار کے سوا زکوٰۃ کے نصاب کے برابر مال موجود ہو اس پر صدقہ فطر واجب ہے۔ صدقہ فطر میں مال پر سال گزرنے کی کوئی شرط نہیں۔ امام شافعی اور دیگر فقہاء ایسے شخص پر بھی صدقہ فطر واجب قرار دیتے ہیں۔ کہ جو صرف ایک دن رات کے نفقہ سے زیادہ رکھتا ہو۔ اور اگر ایک دن رات کے لئے نفقہ کا مالک ہے۔ تو وجوب ساقط ہے۔

جس شخص پر صدقہ فطر واجب ہے اس پر زکوٰۃ لینا حرام ہے۔ صدقہ فطر چھوٹے بچوں اور خدمتی غلام کی طرف سے باپ اور آقا ادا کریں گے۔ بیوی کی طرف سے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ادا کرنا واجب نہیں۔ بیوی اپنے مال سے ادا کرے۔ مگر دیگر آئمہ کے نزدیک واجب ہے۔ بڑے بچوں کی طرف سے بھی باپ پر واجب نہیں۔

اگر غلام کا فرم تو بھی آقا ہی پر واجب ہے۔ کہ اس کی طرف سے صدقہ فطر ادا کرے۔
افضل یہ ہے کہ صدقہ فطر اشیاء میں ادا کیا جائے۔ جن میں جناب رسالت مآب
صلی اللہ علیہ وسلم نے ادا کیا ہے۔ وہ اشیاء یہ ہیں۔ گہوں۔ جو۔ آٹا۔ ستو۔ انکو
خرما۔ اگر گہوں۔ آٹا۔ ستو یا انکو میں ادا کرے۔ تو نصف صاع ادا کرنا ہوگا۔
اور اگر خرما۔ جو میں ادا کرے تو پورا صاع۔ گہوں و جو کا آٹا یا ستو گہوں جو بھی
جائیگی۔ اگر مناسب سمجھے تو نقد قیمت میں ادا کر سکتا ہے۔ بلکہ بعض حالت میں
قیمت زیادہ موزوں ہے۔ کیونکہ مسکین اپنی مرضی کے موافق استعمال کرتا ہے۔
ملک پنجاب کے بعض اضلاع میں صدقہ فطر امامان مساجد کا حق سمجھا جا
ہے۔ حالانکہ یہ ناجائز ہے۔ صدقہ فطر صرف مساکین و فقرا کا حق ہے۔ امامان
مساجد میں سے کسی مفلس یا غریب کو دینے میں کوئی سبب نہیں مگر اسے حق امامت
نہ سمجھا جائے۔

صاع کی مقدار میں آٹے کا اختلاف ہے۔ مگر صحیح یہ ہے کہ آٹھ رطل عراقی
کے برابر ہوتا ہے۔ جس کو ہمارے ہاں مروجہ سیر کے پیمانہ سے جو کہ ۸۰ روپیہ کہتے
قریباً آٹھالی سیر سمجھنا چاہئے۔ اڑھالی سیر کا وزن کسی قدر زیادہ ہے۔ مگر
احتیاطاً اس زیادتی کا کچھ ڈر نہیں۔ بلکہ اچھی ہے۔ کیونکہ صدقہ تطوع میں داخل ہے۔

سک جواہر

مسئلہ سماع

ملفوظات حضرت سلطان المشائخ محبوب الہی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ
منقول از فضل الفوائد سر تہ حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ

۲۳۔ ماہ محرم ۱۲۸۷ھ بروز ہفتہ۔ سماع کے بائے میں گفتگو شروع ہوئی۔ خانوادہ حشمت کا
ایک عزیز حاضر خدمت تھا۔ اس نے عرض کی کہ یہ کیا وجہ ہے۔ کہ پہلے تو لوگ آرام
میں ہوتے ہیں۔ جب سماع سنتے ہیں بیقرار ہو جاتے ہیں۔ فرمایا۔ کہ جب حق تعالیٰ نے

آدم علیہ السلام سے خدمت کرنے کا وعدہ لیا۔ یعنی ارواحوں سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ
یعنی کیا میں تمہارا پروردگار ہوں۔ تو تمام ارواحیں مستغرق ہوئیں۔ سو وہی حالت
سماع میں ہوتی ہے۔ کہ پہلے بالکل آرام کی حالت میں ہوتے ہیں جب سماع
کرتے ہیں۔ تو مضطرب ہو جاتے ہیں۔

۱۰۔ ماہ صفر ۱۳۳۷ھ۔ خواجہ عزیز بیگ کو ارشاد فرمایا۔ کہ کوئی غزل پڑھنی چاہئے۔
اللہ تعالیٰ نے تمہیں وقت پر بھیجا ہے۔ جب خواجہ عزیز نے غزل گائی شروع کی۔
تو خواجہ عزیز اور حاضر مجلس پر ایسی رقت طاری ہوئی۔ کہ عقل و فکر میں نہیں آ
سکتی۔ خواجہ صاحب اور برادر م حسن کو خاص جامہ عنایت فرمایا۔ وہ دن بہت ہی
باراحت تھا۔ وہ غزل جو خواجہ عزیز نے پڑھی یہ ہے۔

| | |
|----------------------------------|----------------------------------|
| گر پردہ بر کشائی ازاں رسد و بہشت | روشن شود بر اہل نظر حال خوب رشت |
| ضوال اگر بہ بند خشت درت کند | جملہ نگار خانہ فردوس خشت خشت |
| کاغذ گر بہ ترشد و خامہ ز آہ سوخت | حال دل خراب بگوچوں نواں نوشت |
| کشت امیدم و تو ابر و سمنی | مگذار کشت زار کہ زار است کشت کشت |
| چندین جن بر شتہ جان دل چہ بستہ | سہلست اگر گشت ازین تن شست شست |

۱۱۔ ماہ شوال ۱۳۳۷ھ بروز جمعرات سماع اور اہل سماع کے بارے میں گفتگو شروع
ہوئی۔ اتنے میں ایک شخص نے آکر اطلاع دی۔ کہ جناب کے یاروں کی ایک جماعت
آنکھی ہوئی ہے۔ اور بانسریاں بھی لائی گئی ہیں۔ خواجہ صاحب نے یہ سن کر فرمایا۔
کہ میں نے تو منع کیا تھا۔ کہ بانسریاں اور نیز اور حرام چیزیں جو ہیں۔ بیچ
میں نہیں ہونی چاہئیں۔ جو کچھ انہوں نے کیا ہے اچھا نہیں کیا۔ اس بارے
میں آپ نے یہاں تک فرمایا۔ کہ ہاتھ پر لٹو بھی مارنا نہیں چاہیئے۔ کیونکہ یہ بھی
کھیل میں شامل ہے۔ جبکہ تالی بجانے کی ممانعت ہے۔ تو بانسری کی تو ضرور
ممانعت ہونی چاہئے۔ بعد ازاں فرمایا۔ کہ اگر کوئی شخص کسی مقام سے گرے۔
تو شرع میں گرے۔ کیونکہ اگر شرع سے گر گیا۔ تو پھر اس کا کوئی ٹھکانا نہیں۔

بعد ازاں فرمایا۔ کہ مشائخ کبار نے سماع سنا ہے۔ جو اہل سماع ہے۔
اور صاحب ذوق و دروہے۔ اُسے قوال سے صرف ایک شعر ہی سن کر رقت

طاری ہو جاتی ہے۔ خواہ بانسری ہو یا نہ ہو۔ لیکن جو صاحبِ ورد و ذوق نہیں۔ اس کے پاس خواہ کچھ گائیں اور خواہ کتنی ہی بانسریاں ہوں۔ تو بھی کچھ اثر نہیں ہوتا۔ پس معلوم ہوا کہ یہ کام درد کے متعلق ہے۔ نہ کہ بانسری وغیرہ کے۔

بعد ازاں فرمایا۔ کہ لوگوں کو معرفتِ حضوری حاصل نہیں ہو سکتی۔ اگر دن بھر میں کئی ایک وقت خوش ہو تو سارے تفرقہ انداز وقت اس کی ذیل میں آ جاتے ہیں۔ اسی طرح اگر کسی مجمع میں ایک شخص صاحبِ ذوق و درد ہو۔ تو تمام اشخاص اس کی پناہ میں ہونے لگتے ہیں۔ بعد ازاں فرمایا۔ کہ پچھلے دنوں اجدہن میں ایک قاضی تھا۔ جو ہمیشہ شیخ الاسلام فرید الدین گیلانی کے برخلاف رہتا۔ یہاں تک کہ ایک مرتبہ وہ ملتان گیا۔ اور بڑے بڑے علماء کو کہا۔ کہ کیا یہ جائز ہے۔ کہ ایک شخص کھلم کھلا مسجد میں سماء سنے اور رقص بھی کرے۔ انہوں نے پوچھا کہ وہ کون ہے۔ کہا شیخ فرید۔ انہوں نے کہا ہم اس کا کچھ نہیں کر سکتے۔

بعد ازاں خواجہ صاحب نے فرمایا۔ کہ جب کبھی میں نے سماء سنا مجھے خرقہ و شیخ کی قسم میں نے ان سب باتوں کو شیخ صاحب کے اوصاف و اخلاق پر محمول کیا یہاں تک کہ ایک مرتبہ آپ کی حینِ حیات میں ایک مجمع میں قوالوں نے بیشر طرہا۔

۵

حزامِ بدنِ صفتِ مبادا
کر چشمِ بدتِ رسدِ گزندے

یہ سنکر مجھے شیخ صاحب کے اوصافِ جمیدہ و اخلاقِ پسندیدہ یاد آئے۔ مجھے یہ شعرا یا پسند آیا۔ کہ کچھ کہا نہیں جانا۔ قوال نے ہنسی اچھایا۔ کہ اور کچھ پڑھے۔ لیکن میں اس سے بار بار یہی شعر پڑھواتے گیا۔ خواجہ صاحب جب اتنی بات کر چکے۔ تو روئے اور فرمایا۔ کہ بہت بدت نہ گزری۔ کہ جناب شیخ صاحب انتقال فرما گئے۔

فردوسی گزارش

جن حضرات کی خدمت میں رسالہ بامید قبولیت بھیجا جا رہا ہے وہ اپنا چندہ خریداری بذریعہ مینی آرڈر جلدی روانہ فرمائیں۔ وی پی کرنے میں ۲ زیادہ خرچ ہوتے ہیں جو حضرات خدا نخواستہ رسالہ کی خریداری پر آمادہ نہ ہوں۔ وہ بذریعہ کارڈ اپنے عندیہ سے مطلع فرمائیں۔ ورنہ ایسے تمام حضرات کا نام جن کا چندہ بذریعہ مینی آرڈر وصول نہ ہوگا۔ اگلے چارچہ بذریعہ وی پی ارسال ہوگا جس کا وصول کرنا اسلامی و اخلاقی فرض ہوگا۔ آمین

میرانی مشن

کا نصب العین

نیربویں صدی ہجری میں دنیائے اسلام کی حالت انتہائی زوال تک پہنچ گئی۔ اور اسلام کا سیاسی تسلط و رعب اقوام عالم کے دلوں سے اُٹھ گیا۔ سلاطین اسلام بچے باو دیگر نصاریٰ کی ہوس ملکیت کا شکار ہو گئے۔ اقوام یورپ ایک دوسرے کو ایشیا کی باہمی تقسیم کے لئے دعوت دینے لگیں۔ ترکی کو "مرد بجا" کا خطاب ملا۔ اور اس کے خاتمہ کو دنیا کے امن و سلامتی کیلئے ضروری سمجھا گیا۔ مستعمرین مغرب اپنے ارادوں کو عملی جامہ پہنانے میں مشغول تھے۔ کہ سید جمال الدین افغانی مرحوم کی تحریک اور سلطان عبدالحمید ثانی کی مدبرانہ پالیسی سے عالم اسلام میں باہمی مودت و اخوت کی لہر دوڑ گئی۔ بین اسلام فرم یعنی اتحاد عالم اسلام کے تصور سے یورپ لرز گیا۔ خلیفۃ المسلمین کے اشارہ پر چالیس کروڑ فرزندانِ توحید کا مصروف جہاد ہونے کا خطرہ بڑھ گیا۔ نصاریٰ نے مال و زر کے بل پر کلمہ گو بانِ توحید میں سے ایسے گروہ کھڑے کر نیکا غیصلہ کیا۔ جو اتحاد عالم اسلام کو پارہ پارہ کر دیں۔ اور جہاد کے خطرہ سے دنیائے عیسائیت کو نجات دلا کر انہیں جوع الارض کے علاج کے لئے نئے نئے سماں کی تسخیر میں بد دیں۔

۱۸۵۷ء کی بغاوت کے بعد ہندوستان میں تحریکِ حریت کا گلا بھری طرح کاٹا گیا۔ اور سرسید احمد کے ذریعہ علی گڑھ کالج میں مدرسہ کھلوا کر مسلمانوں کی ذہنیت کو منقلب کرنے کی سعی کی گئی۔ بقول اکبر مرحوم

یوں قتل سے بچوں کے وہ بدنام نہ ہوتا

افس کہ فرعون کو کالج کی نہ سوچی

مادہ پرستی و دہریت ایک نئے لباس میں جلوہ گر ہوئی اور سرسید اور اس کے نقش قدم پر چلنے والے میرزا غلام احمد قادیانی نے حضرت شاہ نعمت اللہ صاحب ولی المتوفی ۱۲۸۷ھ کی مشہور پیشنگویٰ کی تصدیق کر دی۔ کما قال

دو کس بنام احمد گمراہ کنند بے حد
سازند از دل خود تفسیر فی القرآن

قادیان کے ایک گناہم فصبہ سے میرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے سلسلہ تصانیف شروع کیا۔ سرسید کے انتقال کے بعد اعلیٰ اسلام کی نگاہ انتخاب ان پر پڑی۔ چنانچہ میرزا صاحب نے جو کچھ کیا۔ ان کے دعاوی مجددیت و کثرت مسیحیت و نبوت وغیرہ سب کی غرض و غایت نصاریٰ کی خدمت اور اسلامی تعلیم کو مسخ کرنا تھا۔ جہاد سے نفرت دلانے اور انگریز کی غلامی کی دعوت دینے کے لئے میرزا صاحب نے زندگی وقف کر دی۔ آپ نے اپنی زندگی میں جہاد کے خلاف تمام زور قلم صرف کیا۔ حکومت برطانیہ کو ظل الہی۔ رحمت الہی نعمت غیر مترقبہ اور اس کی غلامی کو فخر ثابت کرنے اور محاذ و مناقب بیان کرنے میں کئی قسم کی کرتاہی نہیں کی۔ بلکہ اپنے بعد اپنے معتقدین کی ایک ایسی زبردست جماعت چھڑ گئے۔ جس کے مبلغ اقصائے عالم میں تبلیغ اسلام کی آڑ میں برطانیہ کی لوح سرائی و پراکینڈا کا فرض ادا کر رہے ہیں۔ اور سادہ اقوام کو برطانیہ کی حکومتیت کا طوق گردن میں بوجھنی پہن لینے کی ترغیب دیتے کے لئے مصروف سعی ہیں۔ عامۃ الناس ان کی تبلیغی خدمت کے ڈھنڈورہ سے متاثر ہوتے ہیں اور آقا یان ابيض اللون کی وفاداری کے مظاہرہ میں بھی کمی واقع نہیں ہوتی۔ لہذا ایک کرشمہ دوکار ایک ہی وقت میں دونوں مقاصد حاصل کر رہے ہیں۔

علمائے کرام و عوام الناس انہیں ایک مذہبی فرقہ سمجھتے رہے۔ مگر حقیقت کا انکشاف ہو چکا ہے۔ یہ جماعت ایک سیاسی گروہ ہے۔ جو اتحاد اسلام کی تحریک کو نباہ کرنے اور دنیا سے عیسائیت کو جہاد کے خطرہ سے محفوظ کرنے کے لئے تیار کیا گیا۔ اور اس کی سرگرمیوں کے تحت میں اعتبار و احباب کا سرمایہ کام کر رہا ہے۔ اور میرزا صاحب نے جو کچھ بھی کیا۔ یورپ کے سیاسی شاطروں کے اشارہ پر کیا ہے۔

در پس پردہ مرا طوطی صفتہ داشتہ اند
ہر چہ است و ازل گفت ہماں میگویم

ممکن ہے کہ سادہ لوح میرزائی اس حقیقت سے ناواقف ہوں۔ لہذا ان کی آگاہی کے لئے میرزا صاحب کی کتب سے جو لے نقل کئے جاتے ہیں۔ تاکہ سعید طبائع حتیٰ کو قبول کریں۔ اور ایسے شیخ کی آبیاری سے باز آئیں۔ جو اسلام کی ترقی کے راستہ میں خار کھانے کے لئے بویا گیا ہو۔ اور جس کا مقصد وحید عالم اسلام کو نصاریٰ کا حلقہ بگوش بنانا ہو۔

یہ مضمون کسی قدر طویل ہے اور میرزا صاحب کی تمام کتب اس سے بھرپور ہیں لہذا نئی اشاعتوں میں انشا اللہ نصاریٰ کے وفاداران ازلی کے مرشد و راہنما کے کلام سے فارغین کا تعارف کرایا جائیگا۔

۱۔ میرزا صاحب حکومت برطانیہ کے او حکومت بھارت میرزا صاحب کی محافظ تھی۔ اگر انگریزی سلطنت کی تلوار کا خوف نہ ہوتا تو ہمیں ٹکڑے ٹکڑے کر دیتے۔ لیکن یہ دولت بھارت غالب اور باسیاست جو ہمارے لئے مبارک ہے۔ خدا اسکو ہماری طرف سے جزائے فردے کمزوروں کو اپنی مہربانی اور شفقت کے بازو کے نیچے پناہ دیتی ہے۔ پس ایک کمزور پرزوریت کچھ تدبیر نہیں کر سکتا۔ ہم اس سلطنت کے سایہ کے نیچے بڑے آرام اور امن سے زندگی بسر کر رہے ہیں۔ اور شکر گزار ہیں۔ اور یہ خدا کا فضل و احسان ہے۔ جو اس نے ہمیں کسی ایسے ظالم بادشاہ کے حوالے نہیں کیا۔ جو ہمیں پیروں کے نیچے کچل ڈالتا۔ اور کچھ رحم نہ کرنا۔ بلکہ اس نے ہمیں ایک ایسی ملکہ عطا کی ہے۔ جو ہم پر رحم کرتی ہے۔ اور احسان کی بارش سے اور مہربانی کے مینہ سے ہماری پرورش فرماتی ہے۔ اور ہمیں دولت اور کمزوری کی سیپی اوپر کی طرف اٹھاتی ہے۔ (نور الحق صفحہ ۱۰ حصہ اول)

اور میں نے ان اداؤں (یعنی برطانیہ کی اداؤں) میں ایک زمانہ طویل صرف کیا ہے۔ یہاں تک کہ گیارہ برس انہی اشاعتوں میں گزر گئے۔ اور میں نے کچھ کوتاہی نہیں کی۔ پس میں دعویٰ کر سکتا ہوں۔ کہ میں ان خدمات میں یکتا ہوں۔ اور میں کہہ سکتا ہوں۔ کہ میں اس گورنمنٹ کے لئے بطور ایک تحفہ کے ہوں۔ اور بطور ایک نیاہ کے ہوں۔ جو آفتوں سے بچائے۔ اور خدا نے مجھے بشارت دی۔ اور کہا۔ کہ خدا ایسا نہیں کہ ان کو دکھ پہنچائے۔ اور تو ان میں ہو۔ پس اس گورنمنٹ کی خیر خواہی اور مدد میں کوئی دوسرا شخص میری نظیر اور مثال نہیں۔ (نور الحق صفحہ ۳۲-۳۳)

ان الفاظ کو غور سے بار بار پڑھئے۔ اور نبوت و وحیت کے مدعی کی زبان سے کفار کی غلامی و خدات کا فخر یہ اظہار ملاحظہ فرمائیے۔ اور یورپ کے سیاسی شطروں کے کمال کی داد دیجئے۔ آمہ !

سادگی مسلم کی دیکھ اوروں کی عیاری بھی دیکھ
مذہب کے پردہ میں مسلمانوں پر ایسا خطرناک حملہ اس سے پہلے کبھی نہیں ہوا تھا۔ مسلمانوں کی غیرت و حیثیت فنا کرنے کے لئے کامیاب حربہ استعمال کیا گیا۔ عالم اسلام کا کفر کے زیرِ گیس ہونا ایک زخمِ مخمض تھا۔ جو ناسوری شکل اختیار کرنے والا تھا۔ اس کے لئے تبلیغ اسلام کا مہم اچھا دیکھا گیا یا وحی بھر کر دیگر مذاہب کو گالیاں دینے کا شغل اختیار کرنے کی دعوت دی گئی۔ امت مسلمہ کو قطع و برید سے بے خبر رکھنے کے لئے اور دولت کی بیتیابی سے بچانے کے لئے کلور فارم تجویز کیا گیا۔ جو کسی حد تک کامیاب ثابت ہوا۔ جیسا کہ میرزا صاحب کی تحریرات سے آگے ثابت کیا جائیگا۔

(۲) مدعی مسیحیت عیسائی حکومت کے رحم و لطف کا طالب۔

میرزا صاحب نے غیر مذاہب خصوصاً آریہ اور عیسائیوں کے خلاف تردید کے بہانہ و دشنام دیے کا سلسلہ شروع کر دیا۔ اس طرح ہندوستان میں نئے علمِ کلام کی بنیاد ڈالی جس کا نتیجہ اقوامِ ہند کے درمیان تشدد و انتشار کی صورت میں ظاہر ہوا۔

بانیانِ مذاہب کی توہین کا بدلہ

ہے یہ گنبد کی صدا جیسی کہے لہی سنے

کے مصداق پیغمبرِ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف آریہ و عیسائی مصنفین کی دریدہ بینی کی شکل اختیار کرنے لگا۔ اور جب میرزا صاحب کی ذات پر بھی حملے ہونے لگے۔ تو آٹے وال کا بھاد معلوم ہو گیا۔ اس وقت اپنی محافظ سرکار سے یوں استدعا کی۔

میرزا صاحب فنِ گالی گلوچ کے امام گذرے ہیں۔ بلکہ صحیح معنی میں مجدد و دشنام اور متحد و کفر کا خطاب انہیں زیب دیتا ہے علمائے کرام و مشائخِ عظام تو ایک طرف انبیاء کی مقدس جماعت بھی ان کی گالیوں سے نہ بچی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق لکھتے ہیں آپ کا خاندان بھی نہایت پاک اور مہر ہے۔ تین دادیاں اور نانیاں آپ کی زنا کار کبریٰ عزتیں تھیں۔ جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور ہوا۔ حاشیہ کے خمیہ انجام آتھم۔ استغفر اللہ

”ہم امید رکھتے ہیں کہ سرکار انگریزی اپنے عظیم الشان رحم کی وجہ سے اس اعلان کی طرف توجہ کریگی۔۔۔۔۔“

اے قیصرہ سپہ خدا تجھ کو آفتوں سے نگاہ رکھے۔ اور ہر ایک خیر کے بارادہ میں اس کا لطف تیرے ساتھ ہو۔ اور خدا تجھ کو جو اوصاف سے بچائے۔ ہم مستغنی بن کر تیرے پاس آئے ہیں۔ کیونکہ ہم ایک شخص کی زبان اور اس کے سجدہ کلمات۔۔۔

سنائے گئے ہیں۔ اور ہم نے سنا ہے کہ تو نیک مخلوق سے آلاستہ ہے۔ اور اپنے عدل میں ان باتوں سے خالی ہے جن پر جلع غیب سے ہے۔ اور رحم اور شفقت تو نے اپنے نفس کے لئے ایک خصلت لازمی ٹھہرا دی ہے۔ اور ظلم کرنے والوں نے ظلم پر راضی نہیں۔ (نور الحق حصہ اول صفحہ ۲۳)

جب پادریوں نے میزرا صاحب کے خلاف حکومتِ برطانیہ کے ارسل عہد کو ابھارا۔ اور کہا کہ صلیب کا مدعی۔ مہدویت کا ادعا رکھنے والا ضرور کسی نہ کسی دن بغاوت کر دیگا۔ اس کے جواب میں میزرا صاحب فرماتے ہیں۔

”اُس کے خود ساختہ کلمات ایسی چیز ہے جس کی حقیقت گورنمنٹ پر پوشیدہ نہیں۔ اور ہم اس کی شرارتِ امن میں ہیں۔ اور ہم اپنی روشِ خدمات کو اس کی باتوں کے رو کرنے کیلئے ایسے دیکھتے ہیں کہ جیسے شہابِ ثاقبِ شہا طین کے دفع کرنے کے لئے۔ اور حکام پر میرا طرز و طریقِ پوشیدہ نہیں۔ اور میں اُن سے چھپ چھپ کر چلتا نہیں۔ بلکہ گورنمنٹ برطانیہ مجھے اور میرے باپ دادوں کو خوب پہچانتی ہے۔ اور میری راہ اور مدعا کو دیکھ رہی ہے۔ اور میرے اصل اور حشرِ شمس کو جانتی ہے۔“ (نور الحق حصہ اول صفحہ ۲۵)

- باقی آئندہ -

آپ نے اب چہمت کیا کیا ۹۹۹

جنوری کے پہلے میں حزب انصاری امداد کی طرف قارئین کرام کو توجہ دلائی گئی تھی۔

افسوس کہ بہت کم اصحاب نے اب تک توجہ کی یہ ایک مسلمان کا فرض ہے کہ وہ سوچے کہ یہ کام اسلام اور مسلمانوں کے فائدہ کے ہیں یا نہیں۔ اور اگر نہیں تو کیا اس کا فرض نہیں کہ اس خدمت میں جب توفیق حصہ لے۔ ذیل کے طریقوں سے آپ اس اسلامی پودے کی آبیاری فرما سکتے ہیں۔

(۱) اپنی ماہواری آمد میں سے کچھ حصہ مقرر کریں۔ جو ماہ بامہ حزب کو پہنچتا ہے۔
(۲) اپنی زکوٰۃ اگر سب نہیں تو اس کا بڑا حصہ دارالعلوم عنبرینہ کے غریب و نادار و مفلس طلباء کے لئے عطا فرمائیں۔ دارالعلوم میں طلباء کے لئے خوراک و رہائش کا انتظام موجود ہے۔

رہی ماہواری رسالہ شمس الاسلام کے خریداریں کر حزب الانصار کو اس کے مالی مصارف سے سبکدوشی میں امداد دیکھئے۔ نیز رسالہ کی اشاعت وسیع کرنے کے لئے سعی فرمائیے۔ کم از کم کوئی گاؤں ایسا نہ لے جس میں رسالہ نہ جاتا ہو یقیناً جانئے کہ رسالہ کا ہر ماہ کسی گاؤں میں جانا ایک مکمل عالم۔ مبلغ اور مناظر کے جانے کے برابر ہے۔

(۴) یتیم، مساکین و غریب آوارہ مسلم بچے جہاں ملیں۔ ان کو تعلیم و تربیت کے لئے دارالعلوم عنبرینہ بھیرہ میں بھیجیں تاکہ بری صحبت کے اثر سے بچکر اسلام کی خدمت کر سکیں۔

(۵) اپنے بچوں کو دینی تعلیم کے حاصل کرنے کے لئے کم از کم چار سال کے لئے دارالعلوم میں بھیجیں۔ چار سال میں معمولی لیاقت کے طالب علم کو جملہ علوم دینیہ میں کافی استعداد حاصل ہو جاتی ہے۔ اور مکمل عالم۔ مناظر اور مبلغ بن سکتا ہے۔ اما مان مساجد کو مجبور کریں کہ وہ خود تعلیم حاصل کریں۔ اور اپنے بچوں کو چار سالہ نصاب کی تکمیل کے لئے بھیرہ میں بھیجیں۔

(۶) اہل قلم حضرات رسالہ کی قلمی اعانت سے دریغ نہ فرمائیں۔ اور مخیر حضرت کا فرض ہے کہ کتابیں خرید کر یا اپنے پاس سے کتب خانہ حزب الانصار میں عطا فرما کر وقف کریں۔ تاکہ یہ اس صدقہ جلدیہ کا ثواب ہمیشہ ان کے اعمال نامہ میں درج ہوتا ہے۔ ہمیں ہر قسم کی کتابیں دے رہیں۔ اور بوجہ کمی سرمایہ خرید کر سکی

ہمت نہیں۔ کتاب پر محطی کا نام مکمل سپتہ لکھ دیا جاوے گا۔ اور کتب خانہ وقف ہوگا۔ کسی کی ملکیت نہ ہوگا۔

(۷) اپنے علاقہ میں غیر مذاہب کی تبلیغی سرگرمیوں سے مطلع فرماتے رہا کریں۔ اور ان کے برے اثرات دور کرنے کے لئے اراکین حزب الانصار کو اپنے مفید مشوروں سے مستفید فرمایا کریں۔ الملتس ناظم حزب الانصار بھیرہ (پنجاب)

سود خوری

ان دنوں خوش قسمتی سے ایک ٹریکٹ بعنوان "صداقت" مولفہ ہینڈٹ ٹھا کرت اپڈیشک پراونشل ودھواہ وواہ سبھا بہار و اڑیسہ حال انگلش گنج پٹنہ نظر سے گذرا۔ ہینڈٹ صاحب موصوف نے مسئلہ سود خوری پر نہایت منصفانہ رائے زنی کی ہے۔ اور اپنی قوم کو کھری کھری باتیں سنا دی ہیں۔ سچی نہیں چاہتا۔ کہ قارئین سالہ ہذا اس سے محروم رہیں۔ اسلام کے جو مدعی مسلمانوں کی نجات سود خوری ہی میں بتایا کرتے ہیں۔ اور جو مسلمانوں کے تنزل و افلاس و تباہی کی سب سے بڑی وجہ سود سے پرہیز کو قرار دیتے ہیں۔ اور نئی روشنی کے اصحاب جو اسلام کے اس حکم کے متعلق طرح طرح کے وساوس و شکوک میں مبتلا ہیں۔ اس ضمنوں کو غور سے پڑھیں۔ اور اپنے خیالات سے تائب ہوں۔ مسلمانوں کی نجات فقط اسلام اور شریعت کی پابندی میں ہے۔ دنیا مجبوراً اسلام کے اصولوں کے سامنے جھک رہی ہے۔ اور جھک کر رہے گی۔

دیباچہ

ناظرین! بحیثیت ایک آریہ سماجی اپنا حق سمجھتا ہوں۔ کہ جس امر کو دل سے پس مانوں۔ اس کی اشاعت میں ہرگز گریز نہ کروں۔

سود خوری ایک ایسا مسئلہ ہے۔ کہ جس پر علامہ اسلام کے کئی غریب مظلوم ہندو افراد جو سود پیشہ ہمارے ساتھیوں کی چیرہ دستیوں سے نالاں ہیں سخت خلاف ہیں۔

میری تبرہ دست رائے ہے کہ سود خوری خون خوری کے برابر ہے۔ مکروہ ترین پیشہ اور انسانی سوسائٹی میں بڑی بھاری لعنت ہے جس سے رحم اور مہر روی کا جذبہ بالکل مفقود ہو جاتا ہے۔ یہ آدھ پتی کی ادنیٰ غارتگر لہجائی اور نشہء دولت میں اس قدر مدہوش بنا دیتی ہے۔ کہ اپنے پرانے کا خیال اور حق پرستی کا سوال کو سوں دھند ہو جاتا ہے۔ سود خوری نے دنیا میں عموماً اور غلام کمزور مسند و قوم میں خصوصاً ایک بڑا ہیجان پیدا کر دیا ہے۔ سود پیشہ لوگوں کو کچھ اس طرح کا چسکا پڑ گیا ہے۔ کہ سکے بھائی بہنوں تک کا خون چوسنے میں انہیں گریز نہیں۔ اور اسے وہ دیوہار کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ مگر اس سود سے غریب فرقہ کی حالت بد سے بدتر اور امیر اور غریب طبقہ میں ایک جو بیخ بنی چلی جا رہی ہے۔ غرض اگر آپ ٹھنڈے دل اور غریبی تحصب کے بالا تر ہو کر غور و خوض کر سکیں۔ تو اس سود نامہ راو کو کون حق۔ شمن قوم۔ شمن تہذیب۔ خلاف غیرت و عزت پائیں گے۔ سنی لینڈ زبل جو گورنمنٹ نے مسترد کر دیا ہے۔ اس سے بھی سخت صورت میں قانون بنا جائے۔ نظاً تاکہ اہل اسلام کو نہیں بلکہ ہر قوم و ملت کے غریب طبقہ کو اس سے امداد ملتی۔ جن کی آہوں کا دیوانہ قوم کی مٹی پیدا کر رہا ہے۔ اس جھینپی کی حالت میں اگر اب بھی گورنمنٹ عالیہ نے غریبوں کی آہ و زاری کو نہ سنا۔ تو بلند گردنوں کا علاج خدائے عادل ایسا کرے گا جیسا کہ روس اور دیگر ممالک میں ہوا ہے۔ مجھے اپنی فصاحت و بلاغت کی داؤد منظور نہیں۔ اسلئے ناظرین اس رسالہ کی کثابت کی غلطیوں کو معاف کریں۔

صداقت پسند۔ ٹھاکر داس آریہ سابق منتری آریہ سماج شجاع آباد (ضلع ملتان)

سود خوری ہر مذہب میں حرام ہے

آریہ سماج کے فیڈر اور ذاعظا اسلام کے یا لاسنہری اصول پر انگشت نمائی کر کے سخت حماقت کا ثبوت دے رہے ہیں کیونکہ آریہ اور ہندوؤں کی مشترکہ و مقدر کرتب بدوں میں کہ میں بھی سود کا ذکر نہیں۔ اور قدیم مذہب و دینک زمانہ میں اس کا مطلق رواج نہ تھا مگر بعد ازاں جب ہندو اپنے اعلیٰ معیار سے گر کر مادہ پرستی کی جانب رجوع ہوئے۔ تو اس وقت کے منو اور یاگیو لک ویشیوں نے زمانہ اور وقت کو مد نظر رکھ کر سہیوں میں لکھنے کے نام سے اشارہ ذکر کر دیا۔ مگر اس سے ساتھ کافی فیرو عاید کر دیں۔ اس کے نتائج بد کے ساتھ

ظاہر کر رہی ہیں۔ ورنہ وہ بے مقدس تو اس مذموم لفظ سے ہی متبرک ہے جس کا وہ مرنے
 ابدی اور محفل سمجھا جاتا ہے۔ تھوڑے وقت کے لئے اگر منو کا حکم مان ہی لیا جاوے
 تو ہر سنگلہ شرح سود اور پھر صرف دو کا نڈاروں کے لئے جائز ٹھہرانے سے ملک
 کی بہت سی بڑھتی ہوئی برائیوں کا خاتمہ کیا جاسکتا ہے۔ اور اگر سچ پوچھو۔ تو اس
 قدر قلیل سود یعنی کے برابر ہے۔ مگر یہاں کن لوگوں نے اس کو پیشہ بنا رکھا ہے۔
 اور کس قدر سود لیکر غریبوں کا خون چوس رہے ہیں۔ اس کی ظلم کو طاقت نہیں۔ کہ
 بیان کرے۔ کیا ان باتوں کے افراز سے بھی کسی کو انکار ہو سکتا ہے؟ کم از کم میں تو
 اس نتیجہ پر پہنچا ہوں۔ کہ سود خوری کی کسی مذہب میں اجازت نہیں ہے۔
 مذہب نہیں سکھاتا کسی سے سود لینا وید گرنہ قرآن کے بتائے ہیں

سود خوری مکروہ پیشہ ہے

آج کل مہاجن و ساہوکارہ پیشہ کی اس قدر دیاک بندھ گئی ہے کہ عام لوگ ان
 بہت خایف ہتے ہیں۔ جس طرف سے یہ شائلاگ گزر جائیں۔ بچائے حاجتمند قرض دار
 ان کی سلامی بھرتے اور خوشامدیں کرتے نہیں ٹھکتے۔ انہوں نے عدالتوں اور کیلوں
 کو اپنی سہری زنجیروں سے خوب جکڑ رکھا ہے۔ بچائے دس روپیہ کے سپاہی کی
 حقیقت ہی کیا ہے۔ وہ تو ان کی انگلیوں پر ناچتے اور غریبوں کو تنگ اور بے عزت
 کرنے میں ان کا اوزار بنے ہوئے ہیں۔ رنڈیوں کو تو اپنے سوار نے جون لکھائے
 اور اپنے ناز و انداز سے دوسروں کی دلربائی کا فکر رہتا ہے۔ مگر یہ حضرات صفرین
 بڑھانے اپنے قرضداروں پر عدالتی رعب بٹھلانے۔ ان کی ترقی اور ظاہر بے عزتی
 کرنے سے کبھی فرصت نہیں پاتے۔ ان کی بڑی بڑی بیویوں اور ان کے موچھوں کے
 ناؤ کو دیکھ کر بچائے نادار قرضدار کا خون خشک ہو جاتا ہے۔ کئی تو ان کے مظالم سے
 تنگ آکر اپنے ہاتھوں سے ہمیشہ کی مخلصی پاتے ہیں۔ افسوس۔

مگر اس کے ساتھ ان زر کے بچاریوں کی جسمانی اور اخلاقی حالت بھی قابل رحم ہے
 گھروں میں استعمال کے متعلق تمام چیزیں خاص مقدار میں تول کر کھیتے ہیں۔ سوکھے
 ٹکڑوں پر روز فی زندگی بسر کرتے ہیں۔ خدا نخواستہ کوئی مہمان آجائے۔ تو ان کا
 گھر نام نہاد بن جاتا ہے۔

سود خوری کے حق میں دلیل کہ کمائے روپیہ کا کیوں نہ اس طرح فائدہ اٹھایا جائے کہ سود خوری دلیل ہے۔ کیونکہ روپیہ کو کسی کاروبار خریداری زمین۔ دوکان یا عمارت میں خرچ کرنا اور اس میں خود مصروف ہو کر انسانی طبقہ کی ایک ضرورت کو پورا کر کے اس میں اپنا بھی فائدہ اٹھانا تو ایک پیشہ ہے جس کی خدائے عالم نے ہر ایک کو تلقین فرمائی ہے۔ اور اس نیک کمائی و مشقت میں سے ازراہ مہدوی خیرات دنیا لازمی قرار دیا ہے۔ مگر نقد روپیہ روپیہ کمنا جس سے نہ ہاتھ ملے نہ پاؤں نہ تنگ لگے نہ پھٹکڑی کہاں کا پیشہ ہے۔ بازاری عورتیں اور دختر فروش بعینہ مکروہ پیشہ اختیار کر کے بلا مشقت و محنت انسانی فراہمی زر کر لیتے ہیں۔ نیز جواری اور ڈاکو بھی تو سہل طریقہ سے سیم دزر کے مالک بن جاتے ہیں۔ افسوس زر پرست قوم نے دختر فروش کے کرب میں بھی کمال کر دیا ہے۔ چنانچہ ایک مقام پر ایک برہمن صاحب اپنی دو لڑکیاں بیچ کر اس ساہوکارہ پیشہ کے اختیار کرنے میں کامیاب ہوئے ہیں۔ اور وہ برہمن مہاجن اس قدر صاحب جائیداد ہو گئے ہیں۔ کہ تمام اہل وہ ان کے آگے اپنی بھرتے ہیں۔ سچ ہے پیشہ باز لڑکیاں اور جواریوں کے یا دختر فروشوں اور سود خوروں کے پاس۔ لعنت ہے ایسے پیشے پر اور نف ہے ایسی زندگی پر اور افسوس ہے ان کے حماقتیوں پر۔ خدا نے دئے ہاتھ کہ ہلا کر کے کمائیں۔ کھائیں خود اور دوسروں کو ساتھ کھلائیں۔

سود خوری باہمی اعتبار عقابہ جانا ہے

روپیہ کیلنا اور فراہم کرنا کو بی گناہ نہیں۔ مگر ناجائز وسائل سے دوسروں کا گلا کاٹ کر روپیہ پیدا کرنا مکروہ ترین فعل ہے جس سے ایمانداری اور باہمی اعتبار کا قلع قمع ہو جاتا ہے۔ کہاں ہیں ہندوؤں کے وہ پر اسے لٹا دینے کہ گھروں کو تالے نہ لگتے تھے۔ باہمی حاجت دوائی بنا۔ تحریر و اشتہا مہیب کے ہوتی تھی۔ عدالتوں کا وجود تنگ نہ تھا۔ لوگ ایمان کے پتے نہ بلان کے پتے۔ وعدہ دینے کے پوئے ہوئے تھے۔ مگر آج کل عدالتوں میں دیوانوں کے دیوانی لہر چوٹوں کے فوجداروں کے مقدمات کی کس قدر بھرا ہوتی ہے۔ کہ چھ گھنٹوں کے لئے ایک خاصہ ہزار لگ جاتا ہے۔ عدالت ہلے دیوانی میں تو صرف زر کے مقدمات لئے جاتے ہیں مگر فوجداروں عدالتوں

کے مقدمات میں بہت سے زیرِ مباحثہ کے حیوانی فہم کا نتیجہ ہوتے ہیں اعتبار کی تو جملہ مٹی بلبید ہے۔ اسٹام ناکارو ثابت ہو چکے ہیں۔ ہاں آج کل سائنس دان اسٹامپ پر یقین و گواہی کی عکسی تصاویر حاصل کرنے کا طریقہ ایجاد کرنے کی فکر میں ہیں۔ سامو کا نہ بل کے پاس ہو جائے تو گونسٹ پنجاب تنازعات زر کے وسیعہ کے لئے ایک خاص رجسٹر بنائی اور ان کی نگہانی کے لئے ایک پٹرولر جس کے بھی منتقلی کر گیا اس سے بے ایمانی کا بخاتمہ ہو جاتا ہے کون کہہ سکتا ہے کہ ایک پٹرولر ایک پٹرولر سامو داروں کی سنہری زنجیروں سے آزاد رہ جائے۔ افسوس زر کے حریفوں وہ بل بھی پاس نہ ہونے دیا۔ بہر حال امانت۔ ایمان داری کا وہ زمانہ ختم ہو چکا ہے۔ باہمی اعتبار نہیں رہا۔ ع

ایمان کے زماں وہ ہوا ہو گئے خوں چوس غیروں کے شاہ ہو گئے

سود و خوری سے اُلفت یاہی کا خانہ خراب ہے

قومیت کہاں۔ یہاں تو اُلفت برادرانہ بھی کا فور ہے۔ بھائی بھائی کا کلا گھونٹنا چاہتا ہے۔ باپ بیٹے۔ بھائی بہن میں دیوار کے بہانے لین دین میں سود کا رواج چل پڑا ہے۔ بھائی بھائی کی جائیداد سود کی لپیٹ میں مضمر کرنے۔ بھائی کے بہن کو بے خانماں کر دینے کی سینکڑوں مثالیں ہر جگہ ملتی ہیں۔ غریب۔ حاجت مند بھائی کی بوقتِ ضرورت دستگیری کر سکی بجائے اسے اور بھی غارِ مصیبت میں دھکیلا جاتا ہے۔ اسے عاجزِ جان کر اس کی جائیداد اور عزت پر ہاتھ صاف کیا جاتا ہے۔ برادر یوں میں نہ اب وہ زنگت ہے۔ نہ باہمی یگانگت۔ زر دار اپنی فوات کے غریب طبقہ سے ساتھ نافرستہ کرنا ہنک خیال کرتے ہیں۔ غریب بھائیوں کی شادی و بیاہ میں شامل اور دکھ و موت میں کوئی ہمدردی محسوس نہیں آتے۔ اپنے غریب بھائیوں کو خفیہ

امداد دینے ان کو لڑکیاں دے کر ان کی مالی حالت سنبھالنے۔ برادر یوں میں ایک فرش پر بیٹھ کر ایک کے دکھ سیکھنے کے نوکر بننے کی بجائے اب تو شملہ۔ منصور و کشمیر کی ہوا خوروں۔ ڈچی کشن اور گورنری ملاقات۔ تحصیلدار محل اور ایسے صاحبوں کے ساتھ گارڈن پارٹیاں منگوانے سے پائینکوں اور سامیوں سے ہونے کے لین دین

کے معاملات کے سوا ان کو فرصت قطعی ملتی ہی نہیں۔ ان کو جھلا دکھی بھائیوں کی یاو کیے آئے۔ ان کا دل غریبوں کے غم و رنج میں کیسے پکھلے؟
ایک جگہ ایک راجہ صاحب نے اپنے غریب مفلس بھائی کو اپنے سے روپیہ قرض لے کر اسے لڑکی کی شادی دھوم دھام سے رچانے کے لئے سخت تنگ کیا۔ مگر مفلس بھائی دانا اور دلیہ تھا۔ لڑکے والوں کو صرف تین آدمی برات میں لانے کو کہلا بھیجا۔ چنانچہ ایسا ہوا۔ تین آدمیوں والی برات معمولی طور پر رسومات شادی ادا کر کے معمولی دھنیر اور ڈھول کیا تھے۔ طالع پڑھائی اس پر راجہ صاحب اور اس کے بارساتھی منہ دیکھتے ہی رہ گئے۔ اگرچہ مفلس بھائی اپنے دولت مند بھائی کے قید خانہ سے صاف پچکر نکل گیا۔ مگر وہ الفت براور نہ کہاں

نہ یاروں میں رہی یاری نہ بھائیوں میں دنا داری
محبت اٹھ گئی ساری یہ زرنے رنگ دکھائے ہیں

سود خوری کا ملکی اقتصادی حالت پر برا اثر

سود سے ملک کی اقتصادی کوہنہ سمجھنے والے سخت غلطی پر ہیں۔ کیا ہوا۔ اگر چند مہاجن دوسروں کا خون چوس کر موٹی جوئیں بن گئی ہیں جن سے وقتاً فوقتاً گورنمنٹ اور تنک فرضہ جات میں کچھ ادا و حاصل کر لیتے ہیں۔ اور چالوس مذہبی سوائیٹیاں ان کے نام کے ڈکے بجا کر اپنی مطلب برآری کر دیتی ہیں۔ مگر دیکھنا تو یہ ہے کہ غریب طبقہ پر اس بدعت کا کیا اثر پڑ رہا ہے۔ سرمایہ دار جس سویا پر کو ہاتھ میں لے اسی کو کامیابی کے ساتھ سرمایہ بن سکتا ہے۔ مگر چھوٹے درجے کے شخص سود کے جھوٹ اور دکانوں کے گراں گراہوں کے جوت سے کسی کام کو ہاتھ میں لیے کا جو صلہ نہیں کر سکتے۔ روپیہ فرض لیکن سویا پر کر کے روٹی نکالنا۔ اس خیال است و محال است و جنوں۔ نیز سود کے لالچ سے ایک بھائی کا دوسرے بھائی اٹھا نا کہاں۔ اٹھا اس کو گولے کی فکر میں رہتا ہے۔ گراہوں پر سود کا جو اثر پڑا ہے۔ وہ کلانہ نہ ظاہر ہو رہی اور شمسہ والوں سے پوچھیے۔ دکانوں مکانوں کے مالک کو یہ ان کی مالیت سے سود کی نسبت سے لگاتے ہیں۔ بلکہ کہیں کہیں شمسہ جیسے مقامات

میں تو کرایہ سود مالیت جائیداد سے بھی بچاؤ کر گیا ہے۔ چنانچہ آج کل بہت دانا امیر آدمی اپنی جائیدادیں چھوٹے فصرہ جات میں سے فروخت کرنے کے بڑے شہر میں کوٹھیاں بناتے چلے جا رہے ہیں۔ جہاں غریبوں کو رہائش حاصل کرنا اور مزدوری کرنا سخت مشکل ہو گیا ہے۔ بچہوں کو اپنی ضروری کا ایک بڑا حصہ سرمایہ داروں یا دوسرے معنوں میں سود خوروں کی نذر کرنا پڑتا ہے۔ باقی آئندہ

مرائیت کا جال

لاہوری مرزائیوں کی چال

(از ابوالفضل مولوی محمد کرم الدین رئیس بھیس)

ان دنوں ایک ٹریکیٹ (لیکچر ورثہ) لاہوری احمدیہ جماعت کی طرف سے ان کے امیر مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے نے شائع کیا ہے جس میں اپنے عقائد کی فہرست دی گئی ہے اور ظاہر کیا گیا ہے کہ وہ مرزا صاحب کو نبی و رسول نہیں کہتے۔ اور نہ وہ مرزا صاحب کے نہ ماننے والوں کو کافر سمجھتے ہیں۔ اسے مسلمانوں کو ان سے انکار کر لینا چاہیے۔ چونکہ سادہ لوح مسلمانوں کو اس تحریر سے وہو کا دنیا مطلوب ہے۔ اسلئے اس کے متعلق کچھ لکھنے کی ضرورت پڑی مسلمانوں کو خوب معلوم ہے کہ لاہوری و قادیانی دونوں مرزائی جماعتیں مرزا صاحب کی متبع ہیں۔ جب تک مرزا جی زندہ تھے۔ یہ دو جماعتوں کے ایک ہی اعتقادات تھے۔ ان کی وفات کے بعد ایک جماعت (محمودی قادیانی) خزانہ عامرہ پرچہ مرزا صاحب کا اندوختہ تھا قابض ہو گئی۔ دوسرے حصہ دار خواجہ کمال الدین و مولوی محمد صاحبان باوجود دیرینہ خدمات کے اس سے بالکل محروم رہ گئے۔ انہوں نے اس رنج سے اپنی ڈیڑھ انیٹ کی علیحدہ مسجد بنائی۔ وہ احمدی لاہوری کہلانے لگے۔ اب بھی دونوں جماعتوں کے ایک ہی عقائد میں دونوں مرزا صاحب کی پیروی ہیں۔ ان کی تعلیم کو سچا مانتی ہیں۔ ان کے الہامات اور دعائی کی بھی قائل ہیں۔ قادیانیوں نے یہ جرات کی کہ حبیب مرزا جی کا دعویٰ تھا۔ کہ وہ نبی و رسول ہیں اور ان کے نہ ملنے والے کافر ہیں۔ ڈنکے کی چوٹ اعلان کر دیا

کہ تمہارا بھی یہی عقیدہ ہے۔ دوسری جماعت (لاہوری) نے بزوری سے کام لیا۔ وہ جاننے والے کہ ایسے عقیدے کا اظہار کرتے ہوئے وہ دوسرے مسلمانوں کی ہمدردی حاصل نہیں کر سکتے۔ ان کو روپیہ کی ضرورت ہے جو عام مسلمانوں سے ملے گا۔ انہوں نے طریق منافقت اختیار کر کے لکھنا شروع کیا۔ کہ ہم مرزا جی کو نبی و رسول نہیں بلکہ مجدد مانتے ہیں۔ اور ان کے نہ ماننے والوں کو کافر نہیں کہتے۔

لاہوری جماعت کا طریق عمل

لاہوری احمدی جماعت کا طریق عمل بتا رہا ہے۔ کہ وہ درحقیقت مرزا جی کو نبی و رسول مانتے ہیں۔ ان کے نہ ماننے والوں کو مسلمان نہیں سمجھتے۔ ورنہ لاہوریوں کا امیر جماعت (مولوی محمد علی) لاہور میں رہتے ہوئے کبھی مسلمانوں کی شاہی مسجد میں مسلمانوں سے ملکر ان کے امام کے پیچھے نماز پڑھ کر اس امر کا عملی ثبوت دیتا۔ کہ وہ فی الواقع مسلمانوں کو مسلمان سمجھتا ہے اور نمازوں اور جنازوں میں ان سے اشتراک عمل کر سکتا ہے حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ یہ ایسا کھلا معیار ہے جس سے ہر ایک مسلمان لاہوریوں کے اصلی عقیدہ سے آگاہ ہو سکتا ہے۔

لاہوری احمدی مرزا صاحب کی رسالت قائل ہیں

اگر لاہوری جماعت مرزا جی کی رسالت کی قائل نہیں ہے۔ تو وہ صاف اعلان کرے کہ مرزا جی کی کتابوں اور ان کے دعاوی سے ہمیں اتفاق نہیں ہے۔ یا کم سے کم ان کی تصانیف کے اس حصہ سے ہم متفق نہیں ہیں جس سے ادعائے نبوت و رسالت پایا جاتا ہے۔ جبکہ مرزا جی نے علی الاعلان نبی و رسول ہونیکا دعویٰ کیا ہے۔ اور یہ دعاوی ان کی کتابوں میں بالتصریح موجود ہیں۔ تو جو شخص مرزا جی کو مجدد تو کیا ایک سچا انسان بھی سمجھے اس کو نبوت و رسالت کا ضرور قائل ہونا پڑتا ہے۔

مرزا جی کا ادعائے نبوت و رسالت

مرزا جی کی اول سے آخر تک ایسی کوئی کتاب نہیں ہے۔ جس میں انہوں نے نبی و رسول ہونیکا دعویٰ نہ کیا ہو۔ فیلی میں ان کے چند رسالجات سے عبارات لکھی جاتی ہیں۔

وَاٰیٰتِیْ اِنَّا لَمِّنَ الْمُرْسَلٰیْنَ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ - اے سرور تو
مرسل ہے سید جی راہ پر۔ (حقیقۃ الوحی ص ۱)

(۲) اِنَّا ارْسَلْنَا اِلَيْكُمْ رَسُولًا مِّنْ اَنْفُسِنَا كَمَا ارْسَلْنَا اِلَىٰ فِرْعَوْنَ رَسُولًا ط۔ مجھے تمہاری طرف ایک رسول بھیجا ہے جیسا کہ فرعون کی طرف رسول بھیجا تھا۔ (حقیقۃ الوحی ص ۱۸)

(۳) اِنَّا ارْسَلْنَا اَحْمَدًا اِلَىٰ قُرَيْبَةٍ فَاَعْرَضُوا وَقَالُوا لَکَذَّابٌ اَشْرَطُ بِمَنۢ عَلَّمَهُ (مرزا) کو بستی والوں کی طرف رسول بنا کر بھیجا ہے تو انہوں نے کہہ دیا بڑھوٹا ہے۔ (ارجین نمبر ۳ ص ۳۲)

(۴) سچا خدا ہی ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا (دفع البلاء ص ۱) (۵) الہامات میں میری نسبت بار بار کہا گیا ہے۔ کہ یہ خدا کا فرستادہ۔ خدا کا مامور۔ خدا کا امین اور خدا کی طرف سے آیا ہے (انجام آتھم ص ۲)

(۶) جن تک کہ طاعون دنیا میں ہے قادیان کو اس خوفناک تباہی سے خدا محفوظ رکھ گیا۔ کیونکہ یہ اُس کے رسول کا تخت گاہ ہے۔ (دفع البلاء ص ۱)

رحمہ میں آدم ہوں۔ میں نوح ہوں۔ میں ابراہیم ہوں۔ میں اسحاق ہوں۔ میں یعقوب ہوں۔ میں اسمعیل ہوں۔ میں موسیٰ ہوں۔ میں داؤد ہوں۔ میں عیسیٰ بن مریم ہوں۔ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوں (تمتہ حقیقۃ الوحی ص ۸۵)

ان عبارات کو پڑھ کر ایک ادنیٰ فہم کا انسان بھی سمجھ سکتا ہے۔ کہ مرزا جی خود کو نبی و رسول کہتے ہیں۔ پھر لاہوری احمدی جماعت مرزا جی کو سچا اور ان کی تصانیف کو درست مان کر اس سے برگز انکار نہیں کر سکتی۔ کہ وہ ان کو نبی و رسول مانتے ہیں۔ مرزا جی اپنے نہ ماننے والوں کو کیا کہتے ہیں

مرزا جی نے اپنی کتابوں میں یہ بھی تصریح کر دی ہے۔ کہ جو ان کا انکار اور کفر و کذب کرے یا ان کی صداقت میں اس کو تردد ہو وہ کافر ہے۔ اس کے پیچھے نماز درست نہیں ہے۔ حوالجات ذیل ملاحظہ فرمائیے۔

(۱) پس یاد رکھو کہ جیسا خدا نے مجھے اطلاع دی ہے تمہارے پر حرام اور قطعی حرام ہے۔ کہ کسی کفر اور کذب یا متردد کے پیچھے نماز پڑھو (تخلیہ کوثر ص ۱۸)

(۲) سوال ہوا کہ کسی جگہ امام حضور (مرزا) کے حالات سے واقف نہیں۔ تو اس کے پیچھے نماز پڑھیں یا نہیں۔ فرمایا۔ تمہارا فرض ہے کہ اُسے واقف کرو۔

بھرا اگر تصدیق کرے تو بہتر در نہ اس کے پیچھے اپنی نماز ضائع نہ کرو۔ اور اگر کوئی خاموش رہے نہ تصدیق کرے نہ تکذیب تو بھی وہ منافق ہے اس کے پیچھے نماز نہ پڑھو (فتاویٰ احمدیہ ص ۵۳)

۴۔ جو پیچھے نہیں مانتا وہ خدا اور رسول تو نہیں مانتا (حقیقتہ الہی ص ۵۴) کفر و قسم ہے۔ اول یہ کہ ایک شخص اسلام سے انکار کرتا ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا کا رسول نہیں مانتا۔ دوسرا یہ کفر کہ مثلاً وہ مسیح موعود کو نہیں مانتا۔ سولہ لے لکھہ خدا اور رسول کے فرمان کا منکر ہے کافر ہے۔ اور اگر غور سے دیکھا جائے تو یہ دونوں قسم کے کفر ایک ہی قسم میں داخل ہیں۔

ان عبارات میں تصریح ہے کہ مرزا جی ایسے شخص کو جو ان کی رسالت کا کلمہ نہیں پڑھتا۔ کافر سمجھتے ہیں۔ وہ مرزا جی کے سچا نہ ماننے سے ایسا ہی کافر ہو جاتا ہے۔ جیسا اسلام کے انکار اور خدا و رسول کے نہ ماننے سے۔ مرزا جی اپنی جماعت کو ہدایت کرتے ہیں۔ کہ جو مرزا صاحب کی تصدیق رسالت نہیں کرتا۔ اس کے پیچھے نماز نہ پڑھیں ان کی تکفیر و تکذیب کرتا ہو یا ان کے معاملہ میں بالکل خاموش ہو۔ نہ تصدیق کرے نہ تکذیب۔ پھر ہم کیونکر مان سکتے ہیں۔ کہ ٹریکیٹ لکھنے والا (مردی) محمد علی ایم۔ نے اس دعویٰ میں سچا ہے کہ وہ مرزا جی کو نبی و رسول نہیں مانتا یا ان کے نہ ماننے والوں کو مسلمان سمجھنا اور اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز قرار دیتا ہے۔

لاہوری احمدی جماعت کے عقائد

اب ہم ان عقائد احمدیہ (مرزا ثانی) پر جو انہوں نے اپنے ٹریکیٹ میں لکھے ہیں بالترتیب روشنی ڈالتے ہیں۔

عقیدہ نمبر ۱۔ ہم اللہ تعالیٰ کی توحید پر اور محمد رسول اللہ کی رسالت پر ایمان لائے ہیں۔ ہم کہتے ہیں کہ یہ محض غلط ہے۔ اگر آپ اللہ کی توحید کے قائل ہوتے۔ تو مرزا صاحب کے حرب ذیل کلمات شرک کی تکذیب کرتے۔

مرزا جی کے مشرکانہ کلمات

۱۔ اَنْتَ مَبْنِيٌّ وَاَنَا صَانِعٌ - تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے (دفع البلاء ص ۱)

۲۔ اَنْتَ مَبْنِيٌّ مَبْنُوْلَةٌ وَاَنَا مَبْنِيٌّ - تو مبنی میرے فرزند کے ہے (حقیقۃ الوحی ص ۱۸)

۳۔ اَنْتَ مِنْ مَّائِنَا وَهَهُ مِنْ فَنَتِل - تو میرے پانی سے ہے اور دوسرے

خشکی سے (الرجین ص ۳۳)

۴۔ اَلْاَرْضُ وَالسَّمَاءُ مَعَكَ كَمَا هُوَ حَيٌّ (زمین و آسمان تیرے (مرزا کے) تابع

ایسے ہی ہیں جیسے (خدا کے) تابع ہیں (حقیقۃ الوحی ص ۵)

۵۔ يَتِيْمُ اسْمُكَ وَلَا يَتِيْمُ اسْمِي تَبْرًا (مرزا کا) نام کامل ہوگا۔ اور میرا (خدا کا) نام

نامتوم ناقص رہیگا۔ (الرجین)

۶۔ اِنِّي مَعَ الرَّسُولِ اُحْبِبُّ اُحْطِيْ وَاُحْبِبُّ - میں رسول کے ساتھ ہو کر جواب

دیتا ہوں۔ خطا بھی کرتا ہوں اور صواب بھی۔ (حقیقۃ الوحی ص ۱۸) (کیا مرزا کا

خدا خطا کا بھی ہے)

یہ ایسے کلمات ہیں جو شرکِ حلی بلکہ اُحلی ہیں۔ پھر جب آپ کے مرشد جی شرک میں

شبلاہوں تو آپ کا دعویٰ توحید باقی کے دانت کھانے کے اور دکھانے کے اور

کا مصداق ہے۔ ایسا ہی آپ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کے قائل ہوتے تو

مرزا جی جو آپ سے مساوات بلکہ افضلیت کے دعویٰ میں مرشد نہ بناتے۔

مرزا جی کی توہینِ رسول

۱۔ وَمَا اَرْسَلْنَاكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِيْنَ - ہم نے تجھے رحمتہ للعالمین بنا کر بھیجا

ہے۔ (حقیقۃ الوحی ص ۸)

۲۔ لَوْ اَنَّكَ لَمَّا خَلَقْتَ لَا اَهْلًا لَّكَ - اگر تجھے پیدا نہ کرتا تو آسمانوں کو پیدا

نہ کرتا۔ (حقیقۃ الوحی ص ۹)

۳۔ سُبْحَانَ الَّذِي اَسْمُوْهُ يَعْزُدُ يَكِيْلًا - پاک ہے خدا جس نے اپنے بندے

کورات کی سیر (معراج) کرائی (ضمیمہ حقیقۃ الوحی ص ۱۸)

۴۔ اَثَرُكَ اللّٰهُ عَلٰی كُلِّ شَيْءٍ - خدائے تجھ ہر ایک چیز پر ترجیح دی ہے۔
(ضمیمہ حقیقۃ الوحی ص ۸۷)

۵۔ آسمان سے کئی تخت اترے پر تیرا تخت سب سے اونچا بچھایا گیا۔ (حقیقۃ الوحی ص ۸۷)
۶۔ اخسف القمر المنیر وان لی - تمھارا القمران المشرقان اُتسکو۔
(اعجاز احمدیہ ص ۶)

نمبر اول میں مرزا جی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خطاب رحمۃ للعالمین کے جو آپ سے مختص ہے سنا بھی بنتے ہیں۔

نمبر ۲ میں باعث تکوین عالم بنتے ہیں جس کا مفہوم یہ ہے۔ کہ مرزا نہ ہوتے تو حضور صلعم بھی نہ ہوتے۔ (دعا اللہ)
نمبر ۳ میں معراج کے رتبہ میں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مخصوص تھا شریک بنتے ہیں۔

نمبر ۴ میں تمام چیزوں سے بڑی کا دعویٰ ہے۔ حتیٰ کہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی (الستغفر اللہ)

نمبر ۵۔ میں یہ ادعا ہے کہ مرزا کا تخت سب سے بلند ہے حتیٰ کہ رسالت آپ صلعم سے بھی (چھوٹا منہ بڑی بات)

نمبر ۶۔ میں یہ ڈینگ ہے۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے صرف خسوف قمر ہوا۔ تو کیا ہوا۔ میرے لئے شمس و قمر دونوں کا خسوف ہوا۔



غرض ان کلمات میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سخت توبین کی گئی ہے۔ پھر ایسے شخص کا متبع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا کیسے قائل ہو سکتا ہے۔

طرائع

(۱) مودعہ ۳۸: سوال المکرم بمقام جامع مسجد بھیرہ محبوب ذوالجلال مولانا مولوی احمد بن صاحب گوی نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ کا عرس مبارک منعقد ہوگا۔ اس موقع پر حزب الانصار کے اراکین کا ایک ضروری جلسہ منعقد ہوگا۔ جس میں اہم تجاویز پر غور کیا جائیگا۔ جملہ ارکان کی خدمت میں التماس ہے کہ جلسہ میں ضرور شامل ہوں۔ نیز ایک عام جلسہ بھی منعقد ہوگا جس میں علمائے کرام اپنے مواعظ سے حاضرین کو مستفیض فرمائیں گے۔

(۲) مودعہ ۳۹: سوال بمقام گہ شریف ضلع جہلم استاد اکل حضرت مولانا مولوی غلام محی الدین گوی رحمۃ اللہ علیہ کا عرس مبارک منعقد ہوگا۔ جس پر علاقہ بھیرہ میں حزب الانصار کے مقاصد کی تبلیغ و اشاعت و اصلاح مسلمین کے لیے نامی علمائے کرام مثلاً مولانا مولوی پیر قطبی شاہ صاحب و دیگر حضرات کی زبردست تقاریر ہوگی۔ گہ شریف ریلوے سٹیشن لٹہ سے چار کوس کے فاصلہ پر واقع ہے۔ جو صاحب بھیرہ سے جانا چاہیں۔ وہ چک راملاس تک ٹم پر جا کر وہاں سے چار میل پیدل سفر کر کے پہنچ سکتے ہیں۔

(۳) دارالعلوم غزنیہ تعطیلات کے بعد ۵۔ سوال کو دوبارہ دیکھیگا۔ جو صاحب داخل ہونا چاہیں۔ وہ اپنی درخواست بنام مہتمم دارالعلوم غزنیہ جامع مسجد بھیرہ ارسال کریں۔ اور ۵۔ سوال کو بھیرہ میں پہنچ جائیں۔ تاکہ باقاعدہ جماعت بندی ہو سکے۔ قاعدہ سے لیکر اعلیٰ علوم معقول و منقول کی تعلیم و تدریس کا عمدہ انتظام کیا گیا ہے۔ لادھت اور یتیم چوک کے لیے یتیم خانہ کا افتتاح ہو چکا ہے۔ یتیم خانہ میں یتیمی کی جملہ ضروریات حزب الانصار کی طرف سے پوری کی جائیں گی۔ یتیم نجات کے طلبہ کے لئے خوراک اور رہائش کا

عیسائیوں کے سوالات

چونکہ پوری صاحبان عوام الناس کو گمراہ کرنے کے لئے دیہات ہواصحا میں دورہ کرتے رہتے ہیں۔ اور اسلام کے سادہ اور سچے اصولوں سے منحرف کرنے کے لئے غلط بیانیوں سے کام لیتے کے عادی ہیں۔ لہذا ہم پوری صاحبان سے چند سوالات کے جوابات چاہتے ہیں۔ مگر جوابات ایسے ہوں جن کی دجی اور فطرت ہر دوسے نا پسند ہو۔

۱۔ مسیح خدا بھی ہے اور انسان بھی۔ کیونکر؟
 ۲۔ مسیح کا مصلوب ہونا تمام دنیا کے گناہوں کا کیونکر کفارہ ہو سکتا ہے۔ کفارہ اور مغفرت میں کس قسم کا تعلق ہے۔ کیا کسی قانون فطرت سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے؟
 ۳۔ مسیح کی نبوت کا تمہارے پاس کیا ثبوت ہے۔ کیونکہ تمہارے اناجیل تو تمہارے علماء کے خیال میں اعلیٰ اناجیل نہیں۔ اس لئے ان کا ثبوت قطعی نہیں ہو سکتا۔ ہم مسیح خدا تھا۔ پھر اپنے عاجز بندوں کے ہاتھ سے کیونکر ذلیل ہو کر مصلوب ہو گیا۔

۴۔ اناجیل کب اور کس نے جمع کیں۔
 ۵۔ کیا مسیح کی تعلیم مکمل ہے؟ اگر مکمل ہے تو اناجیل مروجہ میں معاشرت

انتظام مدرسہ کی طرف سے ہوگا۔

۴۔ دلائل علوم کا حصہ تعلیم القرآن بغضہ تعالیٰ کا مہیا بی سے جاری ہے۔ حافظ سجاول خان صاحب مدرس بیت تندی سے کام کر رہے ہیں۔ قرآن مجید کے حفظ و ناظرہ کا مکمل انتظام موجود ہے۔
 ۵۔ المعائن: ناظم حرب (نصار) پھیر (پنجاب)

سیاست - اخلاق - مبداء و معاد وغیرہ امور کے متعلق کامل تعلیم کا نہ موجود ہونا اس کی تکمیل کا منافی ہے۔ پھر کیا خدا کی طرف سے کسی مکمل تعلیم کی ضرورت سمجھنے والوں کے لئے نہیں تھی؟

۷۔ کیا مسئلہ تثلیث کی عیسائیت کے سوائے کسی دوسرے مذہب سے بھی تائید ہوتی ہے۔ دیگر صحائف انبیاء سے شہادت پیش کرنا ہوگی۔

اور نیز کیا فطرت انسانی اس گورکھ و خدا کو حل کر سکتی ہے؟

۸۔ واضح کیا مسیح کے معجزات کو یہود نے تسلیم کر لیا تھا؟

واضح ہو کہ جوابات میں فلسفہ اور تاریخ کے اصول کو مد نظر رکھنا ہوگا۔ ورنہ لغو بات کی طرف توجہ نہ کی جائیگی۔

”سوامی دیانت کا فلسفہ“

گرم ملکوں میں بال کا صفایا

”گرم ملکوں میں بالوں کے ساتھ ہی چوٹی بھی صاف کر دینی چاہئے کیونکہ

سر میں بال ہونے سے گرمی زیادہ معلوم ہوتی ہے۔ اور اس سے

عقل گرم ہو جاتی ہے۔“ (ستیا رتھ پرکاش صفحہ ۲۵۸)

سمجھ میں نہیں آتا۔ کہ سوامی جی نے غریب عورتوں کو کس خطا کی پاداش میں اپنے

مذہب سے نکال دیا ہے۔ اور اس مفید حکم میں ان کو شامل نہ کیا۔ گرمی

اور سردی کا احساس مرد و عورت دونوں کو یکساں ہوتا ہے۔ پھر کیا وجہ ہے

کہ مردوں کے لئے تو سوامی جی نے عقل بڑھانے کا یہ نسخہ تجویز فرمایا۔

اور غریب عورتوں کو اسی عذاب و کم عقلی میں چھوڑ دیا۔ کیا انصاف و مساوی

یہی ہے۔ اور اس میں اس جنس لطیف کی کوئی ذلت و توہین نہیں۔

آریہ مذہب امرار کے لئے

سوامی جی فرماتے ہیں۔ کہ جب کوئی شخص مر جائے تو اس کو جلائے

کے لئے اسی کے برابر گھی۔ کافور اور صندل لے۔ اگر یہ نہ ہو سکے۔ تو کم از کم بنیں
سیر گھی ضرور ہونا چاہیے۔ (سنتیادقہ یکا ش صفحہ ۱۴۱)
اب غور فرمائیے۔ کہ سوامی جی کے اس مذہبی حکم پر عام لوگ عامل
ہو سکتے ہیں۔ میرے خیال میں سولے بڑے بڑے امیر آدمیوں کے ایک
متوسط احتمال شخص بھی اس پر عمل نہیں کر سکتا۔ اور مذہبی حکم وہی ہو سکتا ہے
جس پر امیر و فقیر دونوں عمل کر سکیں۔

امیر معاویہ کے فضائل

(سلسلہ اشاعت گذشتہ)

بنی ہاشم سے سلوک !!!

۱۔ شیعہ مذہب کی مغربہ کتاب ناسخ التواریخ جلد ششم کتاب دوم میں بروایت
کافی لکھا ہے۔ کہ معاویہ بن سفیان نے مروان حاکم مدینہ کو حکم بھیجا۔ کہ مرا ایک
قریش نوجوان کی تنخواہ بیت المال سے مقرر کرے۔ تاکہ ہر حال وصول
کر لیا کریں۔ اور اپنے خرچ میں لائیں۔ نیز اسی ناسخ التواریخ میں درج ہے
کہ جب تک معاویہ زندہ رہا مسلمانوں کو تنخواہ مقررہ و اخام و اکرام اور
داد و دہش سے محروم رکھا تھا۔ شاید شیعہ یہ کہیں کہ یہ لوگ پروان
شینجین تھے۔ اس لئے ان کو ملتا تھا۔ جواباً عرض ہے کہ ناسخ التواریخ
جلد مذکور صفحہ ۷۷ میں مذکور ہے

”و با شیعیان امیر المؤمنین کا ربرفق و مدارا میفرمود
چندانکہ شیعیان علی شتر شام میگردند و معاویہ را بہ شذت و تم
مے آزدند با این ہمہ عطایے خود را از بیت المال میگردند
و سلامت مے رفتند“

یعنی شیعہ بیان علیؑ کے ساتھ مہربانی اور ان کی خاطر کیا کرتا تھا۔ جب بھی شیعہ بیان علیؑ سفر شام کرتے تھے۔ اور معاویہ کو برا بھلا کہہ کر ستاتے تھے۔ باوجود اس کے بیت المال سے عطیات لیتے۔ اور صحیح و سالم چلے آتے تھے۔

دفعہ، ناسخ التواریخ معتبر ترین تاریخ متبعہ ہے۔ اس کے مصنف میرزا محمد تقی شیعہ لسان الملک دیوان اعلیٰ سلطنت ایران تھے۔ یہ کتاب شاہ ناصر الدین کجکلاہ ایران کے خاص انتہام سے مرتب ہوئی ہے۔ اس کتاب کی تعریف میں یوں لکھا ہے :-

”ایں مبارک کتاب کہ مشارک فضل الخطاب ثانی سبح الثانی الخ
۲۔ مجلس سوم مجالس المؤمنین مطبوعہ ایران میں ہے کہ جناب علیؑ کے حقیقی بھائی عقیل بن ابی طالب خلافت مرتضوی میں بوجہ قلت تنخواہ و مواجب جناب علیؑ سے خفا ہو کر امیر معاویہ کے پاس شام چلے گئے تھے۔ اور امیر معاویہ کے دربار میں ان کی کمال تعظیم و توقیر کی جاتی تھی۔

اسی مجالس مؤمنین کی مجلس ہشتم میں مذکور ہے۔ کہ حضرت علیؑ کے برادر زادے عبدالرحمن بن جعفر طیار بھی جیسا کہ روایت اول میں مذکور ہوا۔ دربار امیر شام میں بہت رسوخ رکھتے تھے۔ الخ

۳۔ شیعہ مذہب کی معتبر کتاب جلاء العین کے باب چہارم فصل چہارم میں ہے کہ جب امام حسنؑ معاویہ کے پاس شام میں گئے۔ پس اس روز بہت مال و متاع کسی موضع سے معاویہ کے لئے لائے۔ اور فہرست اس کی معاویہ کو دی گئی۔ معاویہ نے تمام مال امام حسنؑ کو دے دیا۔

۴۔ مؤلف ناسخ التواریخ و قائل سال پنجاہ و چہار میں لکھتے ہیں۔ کہ اس سال ملک یمن کا خراج امیر شام کے واسطے اونٹوں پر شام کو لے جائے تھے جب یہ لوگ مدینہ پہنچے۔ حسین علیہ السلام نے حکم فرمایا۔ کہ اس رب مال و اجناس کو مانجھ کر دیں۔ اور پھر رب مال کو اپنے اہل بیت اور دوستوں میں تقسیم کر دیا۔ اور امیر معاویہ کو خط لکھ دیا۔ کہ انا بعد ملک یمن سے ایک قافلہ اونٹوں کا

ہمارے یہاں گنڈا جن پر مال و غنیمت خوشبو تھامے لئے جانے نئے تاکہ
خزانہ دمشق میں داخل کرے۔ یا میرے رشتہ دار ان کو کام میں لائیں
چونکہ مجھ کو ضرورت تھی۔ اس لئے میں نے لے لیا۔ والسلام کتاب مذکور ص ۵۸ و ۵۹
امیر مغلویہ نے باوجود اس پیشدستی کے تمام حسین کو نہایت غم پیرایہ میں
اس واقعہ کی فکائیت دکھائی۔ اور آخر معاف بھی کر دیا۔ اصل عبارت خاص
موقعہ کی نقل کی جاتی ہے۔

”اگر آں قافلہ شتران را ترک کردی تا بمن آرد و نہ من ترا آنچه
بہرہ و نصیب تو بود۔ در یخ نداشتم۔ لکن گمان میکنم اے برادر زادہ من
کہ ترا خیالات بدارات نیست و در زمان من با محبت کن اس کرا بر تو
صعب کنی افتد چہ ز قدر و منزلت تو دانایم و عفو میدارم“
یعنی اگر آپ اونٹوں کے قافلہ کو میرے تک آنے دیتے۔ جو کچھ آپ کا حصہ تھا۔
اس میں دریغ نہ کرنا۔ لیکن میرے گمان میں اے بھتیجے۔ آپ شاید مخالفت
ہیں۔ اور جب تک میں زندہ ہوں۔ آپ کی خاطر عزیز رکھتا ہوں۔ آپ کے
اس قسم پر سختی روا نہیں رکھتا۔ کیونکہ آپ کی قدر و شان کو جانتا ہوں۔ اور
معاف کرتا ہوں (باقی آئندہ)

مکاتیب مفسرہ

(۲) بنام خان عالم شاہ صاحب ذہن دار۔ آئری مجسٹریٹ میں مصلوبال
جناب من۔ دیہات کی سادہ لوح آبادی کو اسلام کے سادہ عقائد سے
منحرف کرنے کے لئے منظم مساعی اہل تشیع کی طرف ہو رہے ہیں۔ اس
میں آپ کی شمولیت سخت رنجیدہ ہے۔ آپ جیسے سمجھدار اور ذمہ دار

اشخاص کا سنی شیعہ کے خانہ برانداز جھگڑوں میں حصہ لیا آتش فساد کو زیادہ مشتعل کر دیتا ہے۔ امید ہے کہ آپ شیعہ مبلغین کے ہتھکنڈوں اور دروغ بیانیوں سے واقف ہو چکے ہونگے۔ جبکہ نتیجہ میں آپ کو بمقام گھیبانی غلط حوالہ پیش کر کے ندامت کا سامنا کرنا پڑا۔ مجمع جہلاء میں غلط حوالے پیش کرنا عام طور پر شیعہ داعطوں اور ذاکروں کا معمول ہو چکا ہے۔ اس لئے آپ آئندہ ایسے گروہ کے دھوکہ میں نہ آئیں۔

من جرب المحرب حلت بہ السلامہ -

آپ کی ۱۳ ستمبر ۱۹۲۹ء کی تحریر کردہ قلمی تحریر دفتر مذاہم میں موجود ہے۔ بغرض یاد دہانی و ایفاء وعدہ اسے شائع کیا جاتا ہے و جواہر۔

”صحیح بخاری عربی میں یہ لفظ تحریر ہیں۔ کہ حضرت امیر عمر اصحاب رسول پاک خلیفہ ثانی نے دروازہ جناب خاتون قیامت دفتر سرور کائنات پر جا کر کہا۔ کہ اس گھر کو آگ لگا دو۔“ مورخہ ۱۳/۹/۲۹

خانصاحب سید عالم شاہ ذیلدار بطلوال قلم خود

اگر یہ لفظ صحیح بخاری میں نہ ہوں تو میں اہل سنت جماعت کا طرفہ اختیار کر لوں گا۔
تحریر صدر سید عالم شاہ

صحیح بخاری میں سے مذکورہ بالا عبارت دیکھانے کے لئے ۲۳ ستمبر کا دن مقرر تھا۔ اس دن لوگ کثیر تعداد میں گھیبانی میں جمع تھے اور مولوی چیراغ دین صاحب خاص طور پر طویل سفر کے بعد اسی غرض سے تشریف لائے تھے۔ آپ کے پاس کئی پیغام بر گئے۔ مگر آپ تشریف نہ لائے۔ چونکہ عرصہ تین ماہ کا گزر چکا ہے۔ اس عرصہ میں آپ نے تحقیق حق کے لئے پوری سعی کی ہوگی

براہ کرم نتیجہ تحقیق سے مطلع فرمائیں۔ صحیح بخاری بلکہ صحاح ستہ میں سے تو آپ قیامت تک نہیں دکھائے گئے۔ لہذا اپنی تحریر کی لاج رکھتے ہوئے ایقاء وعدہ فرمائیں۔ اور آئندہ کے لئے اہل سنت والجماعت کا عقیدہ اختیار کرنے کا اعلان فرمائیں ورنہ کم از کم اپنی مسلم سے امیر المؤمنین علی علیہ السلام کے ممدوح و داماد سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ پر اس ناپاک الزام کی ترویج ہمارے پاس ارسال فرمائیں۔ اور آئندہ کے لئے شیعہ مذہب کی تبلیغ کے خطرناک مشغلہ سے باز رہنے کا عہد فرمائیں۔ کیا آپ کو اپنے امام جعفر صادق علیہ السلام کا فرمان یاد نہیں۔

اِنَّكُمْ عَلٰی دِیْنٍ مِّنْ کَلِمَۃٍ اَعْبَدَ اللّٰہَ

وَمِنْ اِذَا عَاہِ اَخْلَہُ اللّٰہُ -

(اصول کافی - کتاب الایمان والکفر)

باب کتمان صفحہ ۴۸۵

بیشک تم ایسے دین پر ہو۔ کہ جو اس کو پوشیدہ رکھیکا۔ اللہ اُسے عزت دیگا۔ اور جو اس کو شائع کریگا اللہ اُسے رسوا کریگا۔

لَا تَدْعُوْا اَحَدًا

اِلٰی اَصْرَکَہ -

باز رہو لوگوں سے اور نہ دعوت دو کسی کو اپنے امر مذہب کی طرف۔

(۳) بنام مولوی محمد و پسندیر صاحب امام سجد میرزا شیہ بھیرہ۔ جناب میں! آپ کا پنجابی نظم کا رسالہ کانگ یا طوفان نوح دیکھنے میں آیا۔ شک ہے کہ آپ نے اس رسالہ میں اپنے مسلک کو زیادہ وضوح کیا۔ ورنہ آخر تک باوجود میرزائی ہونے کے تقیہ کی آٹھیں مسلمان

کہلا کر اپنی نضائیف کے ذریعہ زہریلی تعلیم کو عوام الناس میں پھیلاتے
ہے۔ آپ نے اپنی تازہ تصنیف میں ستمبر ۱۳۲۹ء کے سیلاب کے
میرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی پیشینگوئی کے مطابق اور ان کی
صدافت کا نشان ظاہر کیا۔ سچ ہے۔ جب لاشیعی یعنی ویسٹم۔
شاید آپ کو تاریخ پر عبور نہیں۔ اور آپ نے میرزا صاحب انجمنی
کی کتب کا بھی ملاحظہ نہیں فرمایا۔ سیلاب فحط۔ زلزلہ ہمیشہ بد اعمالوں
کی وجہ سے مرزا صاحب کی ولادت سے پہلے بھی آتے رہے اور ان کی
وفات کے بعد بھی آتے رہینگے۔ ان امور کا تعلق مرزا صاحب کے
دعویٰ نبوت سے نہیں ہوسکتا۔ درم میں عبداللطیف گنپا چوری
..... دعویٰ نبوت سابق میرزائی اپنے دعویٰ میں سچا قرار دیا جا
ہے۔ کیونکہ اس کے دعویٰ کو تسلیم کرنے سے میاں محمود احمد صاحب اور
جماعت میرزا ئیہ انکاری ہے۔ اور اس سال میاں محمود احمد صاحب نے
کشمیر میں موسم گرا گزارنے کا فیصلہ کیا۔ آپ کے قدوم مہینت لڑوم کی
برکت سے اس قدر آفات سماوی کا بارش کی شکل میں ظہور ہوا۔ کہ
کشمیر کا خطہ سیلاب کی نذر ہو گیا۔ کرے کوئی اور بھرے کوئی۔
میاں محمود احمد صاحب کی اس غلطی کا خمیازہ پنجاب کو بھی برداشت کرنا
پڑا۔ اور سچا گھج پانی دیہات و مضافات کو بہا لے گیا خصوصاً مدینہ
خلیقہ اہلسبح (بھیر) کو بھی اس گستاخ دے ادب بانی سے بجات
نہ مل سکی۔ اس لئے آپ کو ماکنا معذ بنین حتیٰ نبعث رسولاً ؎
کا ورد کر کے اس عذاب کا سبب میاں عبداللطیف کو قرار دیکر اسکی

۱۔ دراصل مرزا صاحب نے سیلاب کے متعلق پیشینگوئی کی نہیں
تمام جواب بصورت تسلیم دیا گیا ہے۔

نبوت کا اقرار کرنا چاہتے۔ مرزا صاحب کو فوت ہوئے اکیس سال کا عرصہ گزر چکا ہے۔ آپ اگر ذرا وسعت نظر سے کام لیں۔ تو سارے تیرہ سو سال کے پرنے اسلام محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے اسلام سے انحراف کا نتیجہ بصورت سیلاب۔ انفلو انڈیا۔ بخار وغیرہ مشاہدہ فرمائیں آخر میں ہم جناب مرزا صاحب آنجنابی کا ارشاد نقل کر کے فیصلہ آپ چھوڑتے ہیں۔

ضمیمہ انجام آختم۔ حاشیہ صفحہ ۱۰ پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں۔

”اس در ماندہ انسان کی پیشگوئیاں کیا تھیں۔ صرف یہی کہ زلزلے آئیں گے۔ قحط پڑینگے۔ لڑائیاں ہونگی۔ پس ان دلوں پر خدا کی لعنت جنہوں نے ایسی ایسی پیشگوئیاں اس کی حدائی پر دلیل ٹھہرائیں۔ اور ایک مودہ کو اپنا خدا بنا لیا۔ کیا ہمیشہ زلزلے نہیں آتے۔ کیا ہمیشہ قحط نہیں پڑتے۔ کیا کہیں نہ کہیں لڑائی کا سلسلہ شروع نہیں ہوتا۔ پس اس نادان اسرائیلی نے ان معمولی باتوں کا پیشگوئی کرنا نام رکھا۔“

ہم مرزا صاحب کے ہی الفاظ میں آپ سے سوال کرنا چاہتے ہیں۔ کہ اس در ماندہ انسان (یعنی مرزا صاحب) کی پیشگوئیاں کیا تھیں۔ صرف یہی کہ زلزلے آئینگے۔ قحط پڑینگے۔ لڑائیاں ہونگی۔ (سیلاب آئینگے) پس ان دلوں پر خدا کی لعنت جنہوں نے ایسی ایسی پیشگوئیاں اس کی نبوت پر دلیل ٹھہرائیں۔ اور ایک کاذب کو اپنا بنی بنا لیا۔ کیا ہمیشہ زلزلے نہیں آتے۔ کیا ہمیشہ قحط نہیں پڑتے۔ (کیا سیلاب نہیں آیا کرتے) کیا کہیں نہ کہیں لڑائی کا سلسلہ شروع نہیں رہتا۔ پس اس

نادان مغل نے ان معمولی باتوں کا پیشگوئی کیوں نام رکھا۔

الجھڑے پاؤں یار کا زلف و راز میں
لو آپ اپنے دام میں صیاد آگیا

”مخدرات“

بعض ضروری مضامین کی وجہ سے ”تصوف اور اسلام“
اور حیات طیبہ کے بقایا حصص اس دفعہ درج نہیں
ہو سکے۔ آئندہ نمبر میں انشاء اللہ ان کے علاوہ کئی
اور دلچسپ مضامین نظم و نشر درج ہوں گے۔

(مدیر)

اعلان

دارالعلوم غزنیہ بھیرہ بوجہ تعطیلات ۱۵ شعبان سے ۵ شوال تک
بند رہیگا۔ تجدید القرآن کا حصہ بدستور جاری رہیگا۔ جو صاحب اعلیٰ دینی
تعلیم فقہ۔ حدیث۔ تفسیر منطق وغیرہ حاصل کرنا چاہیں۔ وہ ۵۔ شوال کی
صبح کو بھیرہ جامع مسجد میں پہنچ جائیں۔ تاکہ جماعت بندی ہو جانے کے
بعد اسباق دنیہ کی تکلیف سے بچ سکیں۔

مولانا مولوی عبدالرحمن صاحب صدر مدرس کی منشاء پر یکم شوال سے
ایک اور نائب مدرس کے تقرر کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ درس نظامی کے ساتھ ہی
چھار سالہ نصاب بھی تجویز کیا گیا ہے۔ جس میں ۴ سال کے قلیل عرصہ میں عربی
تالیف کے طالب علم کو فارسی نظم و نثر۔ صرف و نحو منطق۔ فلسفہ۔ ہیئت۔
اقلیدس۔ فن مناظرہ۔ فقہ۔ حدیث۔ تفسیر۔ معانی وغیرہ جملہ علوم میں
اچھا درجہ پیدا ہو سکیگا۔ تجدید پیشہ خصوصاً امرا و مزدور پیشہ
لوگوں کے لئے ضروری ہے۔ کہ اپنے بچوں کو چار سال کے لئے اس
مدرسہ میں بھیج کر ثواب دارین حاصل کریں۔

المعلم

خاکسار مہتمم دارالعلوم غزنیہ بھیرہ

جیسے کن اے فداں و غنیمت شمار عمر
زاں پیشتر کہ بانگ برآید فداں نماں

پیائے خفی بھائیو!

موت کا تقارہ بچ رہا ہے۔ ایک دم کا بھی جھڑپ نہیں ملت بیضیا کی
خدمت کا موقع ہاتھ سے نہ دو۔ حقانیت کی شمع ہاتھ میں لیکر کفر و صلت
کا مروانہ وار ہٹا بلہ کرو۔ ہمارے لاکھوں بھائی جم سے جدا ہو کر گمراہی کے
گڑھے میں گر چکے ہیں۔ اور کروڑوں کے ایمان پر ٹوکہ ڈالنے کے لئے ہڑربا
شیاطین مصروف سہی ہیں۔ آج ہی ناظم حزب الانصار بھیرہ کے نام خط لکھ
کر اور خادمان اسلام کے گروہ میں شامل ہو کر ایک نظام کے ماتحت نہت
اسلام میں مصروف ہو جاؤ۔

رسالہ ہذا محض اشاعت علوم دینیہ و تحفظ اسلام کی غرض سے جاری
ہوا ہے۔ اور کسی کی ذاتی ملکیت نہیں۔ بلکہ محض خادمان اسلام کی ایک جماعت
یعنی حزب الانصار کی طرف سے جاری ہوا ہے۔ اس کے نہ صرف خریدار
ہو۔ بلکہ دوسروں کو بھی حشر دیا رہنا کہ اسلام کی خدمت میں ہمارا ہاتھ بٹاؤ
اہل قلم حضرات قلمی اعانت سے دریغ نہ فرمائیں۔
وما علینا الا البلاغ

باہتمام ظہور احمد ایڈیٹر۔ پرنٹر و پبلشر منوہر پریس سرگودھہ طبع ہو
دفتر رسالہ شمس الاسلام بھیرہ سے شائع ہوا